www.kitabmart.in

الٰہیہ بیان کرتے ہوئے معاش و معاد کی نفع مند راہوں کی طرف اُن کی رہبری کرے لیکن مسند حکومت دارینگہ خلافت پر بیٹھنے کے لائق ذات کے انتخاب میں اختلاف آرار، نزاع و خصومت کا بازار گرم ہوا جس نے تین مختلف خیالات پیدا کر دیئے۔

(۱) خلافت نبی کریم کے ساتھ مختص رہے خصوصاً" امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ کیونکہ آپ سابق الاسلام و قرابت دار رسولؐ ہونے کے علاوہ زہد، علم، شجاعت، اور بہت سے ایسے صفات حسنہ کے جامع ہیں جو دیگر صحابہ میں نہیں پائے جاتے، اس خیال کے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ تخصیص ان کی من گڑھت نہیں ہے بلکہ حکم خدا اور رضار رسولؐ کے موافق ہے (جیسا کہ انشاراللہ تفصیل سے بیان ہوگا) یہ نظریہ شیعہ جماعت کا تھا جس کے سرگردہ بنی ہاشم اور مؤید صحابہ کی ایک جماعت تھی جس کے راس و رئیس مقداد، ابوذر غفاری، عمار اور سلمان تھے ان کا یہ خیال تھا کہ امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ امام مفترض الطاعۃ اور رسولؐ کے خلیفہ بلافصل ہیں جن کی بیعت واجب اور اس سے تخلف ناجائز ہے۔

(۲) خلافت نہ صرف بنی ہاشم بلکہ تمام قریش کے ساتھ مخصوص رہے اس نظریہ کی تائید میں رسالت مآب کی طرف منسوب قول (الائمۃ من قریش) نقل کیا گیا، اس خیال کے اصلی باعث ابوبکر و عمر تھے ان کے پاس سوائے قریش کی طرف

www.kitabmart.in

نسباً منسوب ہونے کے اور کوئی ایسی دلیل نہ تھی جس سے انصار کے مقابل میں احتجاج کرسکتے چنانچہ ابو بکر نے سوا اس کے اور کچھ نہ کہا کہ

"ہم رسالتمآبؐ کے خاندان سے ہیں اور نسباً عربوں میں وسطی حصہ رکھتے ہیں کوئی قبیلہ قبائل عرب میں ایسا نہیں جس میں قریش کی اولاد نہ ہو (نیز) قریش پہلا وہ گروہ ہے جس نے زمین پر خدا کی عبادت کی اور سب کے پہلے رسالتمآبؐ پر ایمان لایا یہی قریش اولیا اور عترت رسولؐ ہیں آنحضرتؐ کے بعد ان سے بڑھ کر خلافت کا حقدار اور کوئی نہیں ظالم کے سوا اور کوئی ان سے خلافت میں نزاع نہ کرے گا۔"

جب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے قریش کے اُس استدلال کو دریافت فرمایا جس سے انھوں نے بروز سقیفہ انصار کو محجوج کر دیا تھا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ قریش نے کہا کہ ہم شجرۂ رسولؐ ہیں یہ سن کر آپ نے فرمایا، (" احتجوا بالشجرۃ واضاعوا الثمرۃ) " یعنی درخت سے تو احتجاج کیا اور پھلوں کو ضائع کر دیا۔ (مطلب یہ تھا کہ خاندان رسولؐ سے احتجاج کرتے ہیں اور اہلبیتؑ رسول کو چھوڑ دیتے ہیں)۔

(۳) خلافت کسی گھر یا خاندان سے مخصوص نہ رہنا چاہیئے، یہ رائے انصار کی تھی اور اُن کا خیال تھا کہ ہم مؤید اسلام، انصار رسول اور سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے احق بالخلافہ ہیں اس خیال سے خوارج

www.kitabmart.in

بدل لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امامت تمام بنی آدم میں عام ہے اور انسانوں میں ہر وہ شخص امام ہونے کا مستحق ہے جو قائم و عالم بالکتاب والسنۃ ہو اس تعمیم پر آیہ قرآنیہ (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم) سے استدلال کرتے ہیں بلکہ ان کے فرقہ نجدیہ نے اور زیادہ فراخ دلی سے کام لیکر یہ کہہ دیا کہ امت کو امام وغیرہ کی ضرورت نہیں بلکہ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو یہ لازم ہے کہ کتاب خدا کو اپنے مابین قائم کر لیں۔ لیکن اس عدم تخصیص کے نظریہ کو زیادہ رواج نہ ہوا اس لیے کہ قریب قریب تمام اُمت اسلامیہ اس پر متفق تھی کہ خلافت قریش ہی میں رہے اگرچہ خود قریش میں تعمیم و تخصیص کا اختلاف تھا یعنی یہ اختلاف تھا کہ خلافت تمام قریش میں رہے یا صرف بنی ہاشم میں۔

بعد وفات رسولؐ تمام مسلمانوں کی فکر کا دار و مدار مذکورہ بالا تین نظریے تھے، جو نہیں رسالتمآبؐ کے جسد اقدس و روح مطہر میں مفارقت ہوئی انصار سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر خلافت اسلامیہ کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ ابو بکر و عمر بھی اطلاع پاتے ہی ان سے جا ملے اور مرشد اعظمؐ کے جسد اطہر کو بے غسل و کفن چھوڑ آئے۔ جب دونوں صاحب سقیفہ میں پہونچ گئے تو عمر نے کچھ کہنا چاہا جنھیں ابو بکر نے روک دیا اور خود قریش کی فضیلت اور ان کا استحقاق خلافت بیان کیا جس کے بعد قریش و انصار میں دیر تک مباحثہ ہوا کیا اور ہر ایک اپنے اپنے فضائل و مناقب گنواتا رہا جب بشیر بن

www.kitabmart.in

سعید خزرجی نے (جو خود سادات خزرج اور حاسدین سعد میں تھا)
دیکھا کہ انصار اس پر متفق ہیں کہ سعد کو امیر بنائیں تو اس نے کھڑے
ہو کر کہنا شروع کیا۔

”اے گروہ انصار ہم اگرچہ صاحبان فضائل ہیں لیکن ہم
نے جہاد کر کے اور اسلام لا کر صرف خوشنودی خدا اور
اطاعت رسول کا ارادہ کیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے نہ
تو ہم کو لوگوں پر بلندی کرنا چاہیئے نہ احسان جتانا اور
نہ ہم دنیاوی عوض کے طالب ہیں، محمد قریشی تھے ان
کے بعد ان کی قوم میراث امارت کی حقدار ہے قسم
بخدا۔ خدا کبھی مجھ کو اس بارے میں نزاع کرتے نہ
دیکھے گا تم لوگ خدا سے ڈرو اور قریش سے نزاع و
مخالفت نہ کرو۔“

بشیر کے یہ کہنے کے بعد ابوبکر کو دعوائے خلافت کرنے کا پورا
[illegible]ا موقعہ ہاتھ آگیا ابوبکر نے یہ جانتے ہوئے کہ دونوں مجھ پر اقدام نہ کریں گے
کہا، ”ھذا عمر و ابو عبیدہ بایعوا ایھما شئتم“ یہ عمر و ابو عبیدہ
[illegible] ان میں سے جس کی چاہے بیعت کر لو“ عمر و ابو عبیدہ ابوبکر کے
[illegible]تے ہوئے اپنے لیے بیعت لینے سے باز رہے اور عمر نے
[illegible]لدی سے ابوبکر کی بیعت کر لی کیونکہ ان کو یہ بخوبی معلوم تھا کہ
[illegible]بکر عنقریب انہیں کے لیے خلافت کی وصیت کریں گے اور

www.kitabmart.in

اپنے مرنے کے پہلے ہی ان کو مدار المہام خلافت بنا دیں گے جس پر امیر المومنین علیہ السلام کا یہ قول دلیل ہے احلب یا عمر حلبا لک شطرہ اشدد لہ الیوم امر لیردہ علیک غدا "یعنی اے عمر خوب دودھ دو ہو جس کا ایک حصہ تمہیں بھی ملے گا آج ابوبکر کے لیے اس کا امر مضبوط کر دو تاکہ کل تمہیں کو پلٹا دیے۔"

ہم ابوبکر کی اس بڑی کامیابی کا راز صرف حسب ذیل دو امروں کو سمجھتے ہیں۔

(۱) حضرت علی کا تجہیز رسول میں مصروف رہنا اور سقیفہ میں نہ تشریف لانا جس پر دلیل انصار کی کثیر جماعت کا بیعت ابوبکر پر نادم ہونا اور بعض کا بعض کو ملامت کرنا اور بار بار حضرت کے نام کو ذکر کرنا ہے۔ اسی طرح عامہ مہاجرین و انصار کا اس پر متفق ہونا کہ حضرت علی ہی بعد رسالتمآب صاحب الامر ہیں چنانچہ علامہ معتزلی نقل کرتے ہیں کہ جب عبد الرحمن بن عوف و زید ابن ارقم میں نزاع ہوئی تو آخر الذکر نے کہا کہ:

"ہمیں معلوم ہے کہ اُن لوگوں میں جن کے تم نے قریش میں سے نام لیے ہیں ایک ایسی ہستی جس نے اگر یوم سقیفہ خلافت کو طلب کیا ہوتا تو کوئی اس سے نزاع

؎ شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید جلد ۲ ص ۹ ؎ شرح مذکور جلد ۲ ص ۸

www.kitabmart.in

نہ کرتا صرف ذات (ذوالاصفات) علی ابن ابیطالب ہے۔
یہ اور اسی طرح دوسرے واقعات امیر المومنینؑ کی عظمت کی تصویر کشی کر کے انظار مردم میں جو آپ کی وقعت تھی اس کو ظاہر کرتے ہیں اسی کی بنا پر ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ کا سقیفۂ بنی ساعدہ میں بہ نفس نفیس نہ تشریف لے جانا ابو بکرؓ کو خلافت مل جانے میں بڑا مساعد ہو گیا، جب انصار نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے یہ کہا کہ اگر آپ کے ابن عم ابو بکر کے قبل ہم سے بیعت طلب کرتے تو ہم اُن کے حکم سے عدول نہ کرتے تو حضرت نے فرمایا:
"کیا میں رسول اللہ کی نعش اقدس کو بغیر تجہیز ان کے گھر میں چھوڑ دیتا اور لوگوں کے پاس جا کر آپ کی سلطنت لینے کے لیے لڑنے لگتا؟"
حضرت کو خلافت ملنا اس وقت ممکن تھا جب رسالتمآب کو اسی حالت میں چھوڑ دیتے (معاذ اللہ) آپ سے ایسا فعل کیوں سرزد ہو سکتا تھا، آپ کی شان والا شان اس سے برتر تھی کہ آپ نعش رسولؐ تنہا چھوڑ کر رسولؐ ہی کی چھوڑی ہوئی میراث اور انھیں کی سلطنت حاصل کرنے کے لیے نزاع کرنے چلے جاتے۔
(۲) وہ اختلاف جو اوس و خزرج میں راسخ تھا چنانچہ اوس نے ابو بکر کی بیعت صرف سعد کی عداوت کی بنا پر کی جیسا کہ قبیلۂ اوس میں ایک دوسرے سے کہتا تھا:۔

www.kitabmart.in

"خدا کی قسم اگر ایک دفعہ بھی خزرج خلافت لے کر تم پر حاکم ہو گئے تو ہمیشہ کے لیے ان کو تم پر فضیلت حاصل ہو جائے گی اور وہ کبھی بھی تم کو خلافت کا کوئی حصہ نہ نصیب ہونے دیں گے۔"

ان دو سببوں اور دیگر امور نے ابوبکر کو (حالانکہ وہ قبیلۂ تیم سے تھے) اس بات پر قادر کر دیا کہ وہ خلافت کے نرم نرم گدوں پر متمکن ہوں اور عرب کو اپنے ڈنڈے سے ہنکائیں خدا شوقی بک مرحوم شاعر مصر کا بھلا کرے موصوف نے اپنی ایک نظم میں ابوبکر کی شان میں کیا خوب کہا ہے ؎

سبحان من نعم کیف یشاء　　ساس الوری من کان یرعی الشاء

"سبحان اللہ خدا جس طرح چاہے انعام کرے دیکھو چرواہے نے زمانہ پر حکومت کی۔"

ان اختلافات کی وجہ سے امت رسالتمآب کے بہت سے فرقے ہو گئے جس میں ہر ایک فرقہ دوسرے کو فاسق و کافر بتاتا ہے۔

مسلمانوں کے بڑے فرقے

مسلمانوں کے بڑے فرقے چار ہیں شیعہ۔ خوارج۔ مرجیہ۔ معتزلہ اس کے علاوہ جو اور فرقے رہ جاتے ہیں وہ سب انھیں سے نکلے

www.kitabmart.in

ہیں۔ یہ فرقے بمنزلۂ اصل ہیں اور باقی سب فروع ہیں ہم اس وقت
ان کے متعلق ایک اجمالی بحث کرنا چاہتے ہیں اگر کوئی ان کے
فروع کو معلوم کرنا چاہے تو اسے کتاب ملل و نحل شہرستانی کا
مطالعہ کرنا چاہیے وہ اس مطلب کے لیے کافی ہے۔

(۱) شیعہ۔ اس فرقے کے متعلق ناظر کو آگے چل کر تفصیل بحث
ملے گی اس لیے یہاں ہم کچھ نہیں لکھنا چاہتے۔

(۲) خوارج۔ ان کا نام خوارج اس وجہ سے ہوا کہ انھوں نے
امیرالمومنینؑ پر خروج کیا تھا اور یہ فرقہ منجملہ ان فرقوں کے ہے جو
اپنے امام زمانہ پر خروج کرنے سے دین اسلام سے خارج ہو گئے
ان کو واقعہ حرور کی وجہ سے حروریہ بھی کہتے ہیں بسند صحیح مروی ہے
کہ رسالتمآب نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں خبر دیدی تھی کہ ایک فرقہ
اسلام سے خارج ہو جائے گا تاکہ مسلمان اس کی کثرت عبادت و
زیادتی تسبیح کے فریب میں نہ آجائیں اور نہ ان کے بہ پابندی قرآن
پڑھنے سے دھوکا کھائیں آپ نے اس کی حالت تفصیلاً بیان کردی
تھی اور یہ بھی فرما دیا تھا کہ جو گروہ ان کو قتل کرے گا وہ حق پر ہوگا
تاکہ مسلمانوں پر امر مخفی نہ رہے۔ اور حق و باطل مشتبہ نہ ہو جائے مسلم اپنی صحیح

ے ص ۳۹۳ صحیح مسلم جزو اول مطبوع ۱۳۲۷ھ آئندہ جو کچھ بھی مسلم سے
نقل کیا جائے گا وہ اسی نسخہ سے ہوگا۔

www.kitabmart.in

میں یہ دیکھنے کے بعد کہ امیر المومنینؑ نے یمن سے رسالتمآب کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا جسے آپ نے چار شخصوں میں تقسیم کر دیا بیان کرتے ہیں:۔

"حضرت کی خدمت میں ایک شخص جس کا حلیہ یہ ہے گھنی ہوئی ڈاڑھی، اونچے رخسار، دھنسی ہوئی آنکھیں، ابھری ہوئی پیشانی، منڈا ہوا سر، آیا اور اس نے کہا اے محمد خدا سے ڈرو حضرت نے فرمایا اگر میں ہی خدا کی نافرمانی کروں گا تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا، خدا تو مجھے باشندگان ارض پر امین بنائے اور تم مجھے امین نہ سمجھو اس کے بعد وہ شخص چلا گیا ایک شخص نے (جسے لوگ خالد بن ولید کہتے ہیں) اس کے قتل کرنے کی اجازت چاہی اس پر حضرت نے فرمایا اس کی نسل میں ایک ایسی قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن وہ ان کے گلوں سے متجاوز نہ ہوگا (یعنی سینہ میں اس کے مطالب و معانی نہ ہوں گے) جو مسلمانو کو قتل کرے گی اور بت پرستوں کو دعوت دے گی اسلام سے یوں خارج ہو جائے گی جس طرح نشانہ سے تیر اگر میں اسے پا گیا تو اس طرح قتل کر کے ہلاک کروں گا جیسے قوم عاد ہلاک ہوئی۔ اور دوسری روایت میں یوں نقل کیا ہے "اٰیتھم رجل اسود احدی عضدیہ مثل ثدی المرأۃ او مثل البضعۃ تدردر ایخرجون علی حین فرقۃ من الناس" یعنی ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں

www.kitabmart.in

ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح یا مثل گوشت کے ٹکڑے کے ہوگا جس میں سے دودھ نکلتا ہوگا۔ یہ قوم اس وقت نکلے گی جب لوگوں میں اختلاف رونما ہوگا۔ ابوسعید کہتے ہیں میں گواہ ہوں کہ میں نے اسے رسالتمآبؐ سے سنا تھا اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ امیرالمومنین علی ابن ابیطالبؑ نے ان سے قتال کیا اور میں ان کے ہمراہ رکاب تھا حضرت نے اس شخص کے ڈھونڈھے جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ ملا اور خدمت امیرالمومنینؑ میں لایا گیا میں نے اسے دیکھا تو بعینہ ویسا ہی پایا جیسا رسالتمآب نے بیان فرمایا تھا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے ایک قوم کا ذکر فرمایا جو دین سے اس وقت خارج ہوگی جب لوگوں میں اختلاف ہوگا۔

اور فرمایا کہ وہ قوم بدترین خلقت یا بدترین خلقت میں سے ہوگی اسے دونوں گروہوں میں سے وہ فرقہ قتل کرے گا جو حق سے قریب ہوگا۔ پھر حضرت نے ان کے دین سے نکل جانے کی مثل بیان فرمانے کے بعد ارشاد کیا اور اے اہل عراق تم ان کو قتل کروگے۔ صحیح مسلم میں اس مضمون کی بہت سی روائتیں ہیں جس کا دل چاہے مراجعہ کرے۔

یہ فرقہ ابتداً منجملہ انصار امیرالمومنینؑ تھا آپ کی امامت کا قائل اور اطاعت کو واجب جانتا تھا لیکن بعد میں گمراہ ہوکر واقعہ

www.kitabmart.in

تحکیم کے بعد راہ حق سے بالکل ہٹ گیا۔

صفین میں جب عمرو عاص نے دیکھا کہ لشکر امیر المومنین کی فتح و ظفر کے آثار نمایاں ہیں تو اس نے قرآن مجید نیزوں پر بلند کرنے کا حکم دے دیا چونکہ اس کو لشکریوں کے اخلاق کا مشاہدہ کرنے سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ قرآنی حیلہ اگر بھرپور کامیابی حاصل ہونے کا باعث نہ بھی ہو گا تو کم از کم صلح کے قبول کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف رائے ضرور پیدا کر سکتا ہے اسی خیال سے لوگوں نے قرآن کو نیزوں پر بلند کیا اور ان میں سے ایک شخص با آواز بلند یہ کہتا ہوا بڑھا " یہ خدا کی کتاب ہمارے تمہارے درمیان ہے اہل شام کے بعد سرحد شام کی کون حفاظت کرے گا اہل عراق کے بعد سرحد عراق کے لیے کون ہو گا "

جونہی اہل عراق نے یہ آواز سنی اور قرآنوں کو نیزہ پر بلند دیکھا ان کے گروہ میں ایک کہنے لگا " ہم کتاب خدا کی طرف دعوت پر لبیک کہتے ہیں " لیکن امیر المومنین سمجھ گئے کہ یہ بھی اہل شام کا ایک فریب ہے چنانچہ آپ نے بایں الفاظ عراقین کو باز رکھنا چاہا۔

اے بندگان خدا تم اپنے حق اور سچائی پر گزرتے رہو کیونکہ معاویہ عمرو عاص ابن معیط حبیب ابن سلمہ اور ابن سرح دیندار و اصحاب قرآن نہیں ہیں میں ان کو تم سے زیادہ پہچانتا ہوں ، میں

www.kitabmart.in

ان کے ساتھ بچپنے میں بھی رہا جوانی میں بھی، یہ شریر ترین اطفال اور بدترین مردم تھے تم پروا رہے ہو، انھوں قرآن بلند نہیں کیا ہے اور نہ کبھی بلند کریں گے اور نہ انھیں یہ معلوم ہے کہ اس میں لکھا کیا ہے انھوں نے تم کو صرف دھوکہ، فریب میں مبتلا کرنے کو قرآن بلند کیا ہے۔

لشکر والوں نے آپ کی ہدایات کی سماعت نہ کی اور نہ آپ کی قیمتی نصیحتوں پر عمل کیا بلکہ یہ کہتے ہوئے آپ کا مقابلہ کیا کہ ہم میں اتنی وسعت نہیں ہے کہ ہم کتاب خدا کی طرف بلائے جائیں اور اس کو قبول نہ کریں بلکہ بعض نے یہاں تک جرأت کر کے کہا کہ

"کتاب خدا کی طرف بلائے جانے کے وقت لبیک کہو ورنہ ہم تم کو قوم کے حوالہ کر دیں گے یا تمھارے ساتھ بھی وہی کریں گے جو (عثمان) بن عفان کے ساتھ کیا ہم کو یہ لازم ہے کہ کتاب خدا کے موافق عمل کریں خدا کی قسم ہم ضرور ضرور ایسا ہی کریں گے۔"

اب حضرت نے ایک محیط خطرہ کا احساس کیا اور آپ اس وقت دو باتوں میں متردد تھے تحکیم کو قبول نہ کر کے قتل یا معاویہ والوں کی قید گوارہ کریں یا یہ جانتے ہوئے کہ میں عنقریب فتح حاصل کروں گا اور مجھے تحکیم کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ میں دین پر قائم ہوں) ان کے حسب منشار تحکیم پر راضی ہو جائیں چنانچہ

www.kitabmart.in

آپ نے حفاظت نفس کو مدنظر رکھتے ہوئے بہ مجبوری تحکیم کو قبول کر لیا، جس کے بُرے نتائج ظاہر ہوئے۔ ابوموسیٰ اشعری نے (جس کے حکم بنانے پر حضرت راضی نہ تھے اور آپ ان کی حالت کو قبل از تحکیم واضح کر دیا تھا) وفا نہ کی، اور خوارج بھی تحکیم سے برگشتہ ہو گئے، اور کہنے لگے ہم سب کافر ہو گئے تھے اور بار بار یہ کلمہ دُہرانا شروع کیا "لا حکم الا للّٰہ حکم تو صرف خدا ہی کے لیے ہے"۔ امیرالمومنینؑ اس کلمہ کی بابت فرمایا کرتے تھے "کلمۃ حق یراد بھا الباطل"۔ یعنی کلمہ تو حق ہے لیکن اس سے مراد باطل ہے جب خوارج نے حضرت سے دریافت کیا کہ لوگوں کو مسلمانوں کے خون کے بارہ میں حکم بنانا مطابق عدل ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔

"ہم نے لوگوں کو حکم نہیں بنایا ہے بلکہ قرآن کو حکم قرار دیا ہے۔ جو دفتیوں کے درمیان لکھا ہوا ہے اور جو خود اپنی زبان سے نہیں بولتا لوگ اس کی ترجمانی کرتے ہیں"۔

اس کے بعد انھوں نے کہا کہ آپ نے اپنے اور معاویہ والوں کے درمیان تحکیم کے لیے ایک مدت کیوں قرار دی تو آپ نے فرمایا۔

"اس لیے کہ جاہل علم حاصل کرلے اور عالم کا علم

www.kitabmart.in

پختہ ہو جائے اور شاید خدا اس عارضی صلح میں اس امت کی اصلاح کر دے۔

مجھے خیال نہیں کہ مطالعہ کرنے والا مجھ سے دفعتاً یہ سوال کر بیٹھے گا کہ جب قرآن مجمل ہے اور ہر فریق کو یہ ممکن ہے کہ آیت کی تفسیر اپنے مذہب کے مطابق کر لے تو لوگوں کو حکم بنانے اور ان کے قرآن کی تفسیر کرنے میں کیا فائدہ تھا اس لیے کہ قرآن میں کسی ایک (معاویہ یا امیر المومنینؑ) کے نام کی تصریح تو ہے نہیں جو اختلاف کو قطع کر دے اور ایک فیصلہ کن حکم ہو جائے جس سے حقائق بالکل واضح ہو جائیں کہ دشمن کو سوا قبول کرنے اور اس کے حکم پر راضی ہو جانے کے اور چارہ ہی نہ ہو؟

بے شک مجھے گمان نہیں کہ مطالعہ کرنے والا یہ سوال کرے گا اس لیے کہ جب فریقین قرآن کی طرف رجوع کر کے آیۂ غدیر، آیۂ مباہلہ، آیۂ تطہیر، آیۂ مودت، آیۂ ابرار، اور بہت سے ان آیات کو پڑھیں گے جن میں فضل اہلبیتؑ بیان ہوا ہے تو ان پر حق بالکل واضح و ظاہر ہو جائے گا اور بے شک و شبہہ اچھی طرح جان لیں گے کہ امیر المومنین علیؑ ہی خلیفۂ مسلمین اور نائب رسول ہیں اور انھیں معلوم ہو جائے گا کہ جو ذات بہ نص قرآن مجید نفس رسول ہے وہ حتما خدا کے اس شہر منصب کی حقدار ہے اور اس عہدہ کو معاویہ پسر ہندہ جگر خوارہ سے کوئی نسبت نہیں۔

www.kitabmart.in

فاین الثریا واین الثری   واین معاویۃ من علیؑ

کہاں تحت الثریٰ اور کہاں ثریا   معاویہ کو علیؑ سے کیا نسبت

خوارج کا اعتقاد ہے کہ امیر المومنینؑ تحکیم پر راضی ہونے سے (معاذ اللہ) کافر ہوگئے، اس لیے کہ حکم صرف خدا ہی کے لیے ہے سابقاً ناظر کو اس شبہ کے جواب سے معلوم ہوچکا کہ یہ لوگوں کو حکم بنانا نہیں ہے کیونکہ وہ خود یہ حکم نہیں کرسکتے کہ معاویہ وامیر المومنینؑ دونوں امام ہیں یا نہیں بلکہ یہ امر قرآن کی طرف راجع ہوگا جو فیصلہ کن حکم ہے لوگوں سے صرف اتنا مطلوب تھا کہ وہ قرآن مجید میں جو اوصاف مذکور ہیں ان کی تطبیق کرنے میں حکم بنیں کہ ان میں سے صحیح طور پر کس پر منطبق ہوتے ہیں اور بیشک یہ لوگوں ہی کا کام ہے جیسا کہ حضرت فرما چکے ہیں کہ "قرآن خود نہیں بولتا لوگ اس کی طرف سے بولتے ہیں" اس واقعہ کی مثال ملنا بھی دشوار نہیں ہے، چنانچہ قاضی کے پاس اگر چور کا مقدمہ پیش ہوتا ہے تو مقصود یہ نہیں ہوتا کہ وہ یہ حکم کرے کہ چور کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں یا نہیں بلکہ مراد یہ ہوتی کہ وہ اس امر کے سمجھنے میں کوشش کرے کہ آیا یہ چور ہے یا نہیں اور وہ اُن قواعد معینہ قسم و شہادت عدل وغیرہ ان امور میں غور کرے جس سے دعویٰ کا ثبوت ممکن ہو اور جب اُس کی چوری ثابت ہوجائے تو جو حکم شارع نے چور کے لیے معین کیا ہے وہ اس پر جاری کرے۔

خوارج حضرت کے مسئلۂ تحکیم پر راضی ہوجانے سے یہ سمجھے کہ

www.kitabmart.in

آپ کو اپنی امامت میں خود شک تھا اور اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت کو طلب خلافت کے لیے لڑنا ناجائز تھا، کیونکہ شک کرنے والے کو اس امر کی طلب میں جو خود اس کے نزدیک مشکوک ہو انسانوں کا خون نہ بہانا چاہیئے، حالانکہ یہ شبہ بھی مثل گذشتہ شبہ کے باطل ہے اس لیے کہ ہر زمانہ میں یہ ہوا اور اب بھی یہ ہوتا ہے کہ دو فریق قاضی کے یہاں مرافعہ کرتے ہیں باوجودیکہ ایک کو لامحالہ اپنی حقیقت کا یقین ہوتا ہے لیکن پھر بھی وہ یہ دیکھ کر کہ اس کے حق کا ملنا صرف اسی صورت میں منحصر ہے، مرافعہ پر راضی ہو کر محاکمہ کے لیے قاضی کے پاس جاتا ہے (لہذا تحکیم پر راضی ہو جانے سے یہ نہ ثابت ہوا کہ امیر المومنینؑ اپنی امامت میں شک کرتے تھے)۔

جبکہ قرآن مجید باواز بلند اس قسم کی تحکیم کو جائز قرار دے کر زن و شوہر کے معاملہ میں یوں کہتا ہے۔

ان خفتم شقاق بینھما فابعثو حکما من اھلہ و حکما من اھلھا	اگر تم اُن دونوں (زن و شوہر) میں اختلاف کو ڈرو تو ایک حکم اس کے (شوہر) کے اہل میں سے بھیجدو اور ایک حکم عورت کے اہل میں سے

اور کفارہ جزاء الصید کے بارہ میں اس طرح کہتا ہے "یحکم بہ ذوعدل منکم تم میں سے دو عادل اس کا حکم کریں گے" ہم کو جواز تحکیم پر طولانی بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ خوارج نے

www.kitabmart.in

اپنے مذہب کی بنیاد چند ایسے واضح البطلان مقدمات پر رکھی جن کا فساد
بہت جلد معلوم ہو سکتا ہے۔

(۳) مرجیہ۔ یہ لفظ ارجاء بمعنی اخر سے ماخوذ ہے۔ بحث کرنے
والوں نے اس کی وجہ تسمیہ میں مختلف وجوہ بیان کئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں چونکہ
یہ فرقہ اصحاب امیر المومنینؑ و اصحاب معاویہ کا معاملہ قیامت مؤخر کر کے خدا کے
سپرد کرتا ہے کہ وہ بروز قیامت خود ان کا فیصلہ فرمائے گا اس لئے مرجیہ کہتے
ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ لفظ ارجاء (امید دلانا) سے ماخوذ ہے چونکہ اس فرقہ کا
اعتقاد ہے کہ ایمان کے ہوتے معصیت مضر نہیں جس طرح کفر کے ساتھ کوئی
طاعت مفید نہیں (لہذا یہ غفران کی امید دلاتا ہے) اس کے علاوہ اور بہت سے
احتمالات بیان کئے جاتے ہیں جن میں اول الذکر احتمال اظہر ہے۔ اس فرقہ نے ایمان
کے بارے میں بہت غلو سے کام لیا ہے چنانچہ اسکا عقیدہ ہے کہ مسلم حتماً داخل
جنت ہوگا چاہے جتنی بھی معصیت کرے کیونکہ اس کے خیال میں دخول جنت عمل
و طاعت کے صلہ میں نہیں ہے بلکہ صرف محبت خدا اور اخلاص کی جزا ہے۔ مزید
برآں ایمان میں زبان سے اقرار کو شرط نہیں جانتا بلکہ صرف اعتقاد قلبی کافی سمجھتا
ہے اسی عقیدہ نے ان یہ کہنے پر مجبور کیا کہ جو شخص زبان سے اعلان کفر کرے
ت پرستی کرے، یہودیت اختیار کرے، نصرانی ہو کر صلیب کی پرستش کرے
ر الاسلام میں تثلیث کے فاسد عقیدہ کو پھیلائے اور اسی حالت میں مر بھی
ئے جب بھی وہ مسلمان بلکہ مومن کامل الایمان، ولی اللہ، اور اہل جنت میں
سے ہے۔ (دیکھو ابن حزم جلد چہارم صہ ۲۰۴)

www.kitabmart.in

معتزلہ کہا جاتا ہے کہ ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ مومن
وکافر دونوں سے جداگانہ ہے یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ چونکہ اس فرقہ نے مجلس
حسن بصری سے کنارہ کشی کی تھی اس لئے معتزلہ کہتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ
اس جماعت میں اور حسن بصری میں مرتکب کبیرہ کے بارے میں اختلاف ہوا، آخرالذکر
نے کہا کہ وہ مومن تو ضرور ہے لیکن چونکہ مرتکب کبائر ہے اس لئے فاسق ہے، اس
جماعت نے کہا نہ تو وہ مومن ہے جیسا کہ حسن بصری کا ادعا ہے اور نہ کافر ہے جیسا کہ خوارج
کا خیال ہے بلکہ ان دونوں میں ایک درمیانی درجہ رکھتا ہے، جس کے بعد حسن بصری
نے واصل بن عطا رئیس معتزلہ کو اپنی محفل سے نکال دیا جس کی وجہ سے یہ جماعت حسن
بصری سے کنارہ کش ہو گئی اور اسکو معتزلہ کہا جانے لگا۔ اس فرقہ کو اہل عدل وتوحید
بھی کہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کو اشاعرہ کے اعتقاد سے منزہ خیال کرتے
ہیں اور مثل ان کے اس کے قائل نہیں کہ خدا ہی بندوں سے گناہ صادر کرانے کا باعث
ہوا اور پھر ان پر عذاب کرے گا نیز صفات زائدہ کی نفی کرتے ہیں کیونکہ یہ توحید کے
منافی ہے ان مسائل میں بعینہ یہی عقیدہ شیعوں کا ہے معتزلہ بھی ان کی موافقت
کرتے ہیں۔

اشاعرہ میں معتزلہ کے مخالفین صرف اس وجہ سے ان کو قدریہ کہتے ہیں کہ
ان پر اپنے یہاں کی ایک حدیث صحیح (القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ) قدریہ
اس امت کے مجوس ہیں" کو منطبق کر دیں حالانکہ انصاف یہ ہے کہ یہ حدیث بر
فرض صحت اشاعرہ ہی پر صادق آتی ہے کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ قدر ہی تمام اعمال
انسان خیر و شر میں حاکم ہے لفظ قدریہ سے متبادر یہی ہوتا ہے لیکن باوجود اس

www.kitabmart.in

تبادر کے بھی اشاعرہ نے یہ لقب معتزلہ کا قرار دے ہی دیا یہانتک کہ یہ لفظ معتزلہ کے لئے دیگر فرق سے ذریعہ امتیاز بن گیا۔

مسئلہ نفی صفات زائدہ، اور حسن و قبح عقلی، میں معتزلہ اور شیعہ ہم خیال ہیں، اشاعرہ صفات زائدہ اور حسن و قبح شرعی کے قائل ہیں، اسی طرح اکثر نظریات میں معتزلہ اور شیعہ متفق ہیں جس کی وجہ سے اکثر بحث کرنیوالے ایک فرقہ کے افراد کو دوسرے میں اشتباہاً داخل کر دیتے ہیں اسی طرح کی غلطی احمد امین نے اپنی کتاب فجر الاسلام میں کی ہے اور علامہ ابن ابی الحدید معتزلی کو شیعوں میں شمار کیا ہے گویا احمد امین کے نزدیک لفظ سنّی کا مستحق صرف وہی ہو سکتا ہے جو اہلبیت کی عداوت کا اعلان کرے (ناصبی ہو) اور امیر المومنینؑ پر دانت پیستا ہو، اور اس سے کم درجہ کا شخص (مثل ابن ابی الحدید) اس کے نزدیک شیعہ ہے۔

مذہب معتزلہ اور شیعہ میں بہت فرق ہے جو ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرتے ہیں، شیعہ کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ بہ نص رسولؐ خلیفہ ہیں معتزلہ نص کا انکار کرتے ہیں، شیعہ ابوبکر، عمر، عثمان کی خلافت کے قائل نہیں معتزلہ ان کو بھی خلیفہ سمجھتے ہیں اور امیر المومنینؑ کو چوتھا خلیفہ خیال کرتے ہیں، شیعہ بارہ اماموں کے قائل ہیں اور معتزلہ اس کا اعتقاد نہیں رکھتے وغیرہ ذالک۔

یہ چند امور میں نے اس لئے ذکر کئے جس سے ناظر کو یہ معلوم ہو جائے کہ امت اسلامیہ اپنے زعیم اکبر و مرشد اعظم کی وفات کے بعد مہملیت اور بے سرو سامانی کے کس درجہ پر پہنچ گئی اور حق یہ ہے کہ پہلی تین خلافتیں مسلمانوں کی ابدی افتراق، دلی نفاق، اور قلبی نفرت کا باعث ہوئیں۔

www.kitabmart.in

مسلمانوں کے افتراق سبب اساسی

علامہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی صاحب الملل و النحل
نے جب مسلمانوں کے اختلاف کے اسباب کو گنوانا شروع کیا ہے تو منجملہ ان کے واقعۂ
دوات و قرطاس میں حضرت عمرؓ کے رسالتمآبؐ سے معارضہ کرنے کو بھی ذکر کیا ہے
اور شاید یہی معارضہ مسلمانوں کے اختلاف کا سبب اساسی اور سنگ بنیاد کہا جا سکے
بخاری نے اس قصہ کو یوں ذکر کیا ہے ۔

جب رسالتمآبؐ کا وقت انتقال قریب ہوا تو اس وقت آپ کے بیت الشرف میں
کچھ لوگ تھے جن میں عمر ابن الخطاب بھی تھے، رسالتمآبؐ نے فرمایا لاؤ میں
تمہیں ایک وصیت نامہ لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو، حضرت عمر نے کہا نبی پر
درد غالب ہے اور ہم لوگوں کے پاس قرآن موجود ہے بس ہمیں کتاب خدا کافی ہے
(اور کسی تحریر کی ضرورت نہیں) اہلبیت نے اس رائے سے اختلاف کیا، لوگوں میں
جھگڑا ہونے لگا کچھ تو کہتے تھے کاغذ لا دو تاکہ رسالتمآبؐ ایسا وصیت نامہ لکھدیں
جس سے تم گمراہ نہ ہو، کچھ کہتے تھے نہیں عمر ٹھیک کہتے ہیں جب بارگاہ رسالت میں
لغو اور اختلاف بہت ہونے لگا اس وقت آپؐ نے فرمایا "اٹھ جاؤ" عبیداللہ کہتے
ہیں کہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اختلاف و نزاع کی وجہ سے رسالتمآبؐ کو وصیت
نہ لکھنے دینا بہت بڑی مصیبت تھی" (جلد سوم ص ۱۴۳ بخاری نیز جلد چہارم ص ۵ طبع
خیریہ سنہ ۱۳۲۰ھ صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۴، مسند احمد بن حنبل جلد اول ص ۳۲۵ ص ۳۵۵
ملل و نحل ص ۱۲ تاریخ ابن خلدون جلد دوم ص ۱۲۲ ابو الفداء جلد اول ص ۱۵۶ شرح ابن ابی الحدید
معتزلی جلد دوم ص ۲۰ میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے اس کے علاوہ، بکثرت محدثین و

www.kitabmart.in

مورخین نے اسکو تحریر کیا ہے۔

رسالتمآب ایسی تحریر لکھنے کے درپے تھے جس کے بعد مسلمان گمراہ نہ ہوں لیکن عمر نے آپ کو اس مقصد سے باز رکھا ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ امر کیا تھا جو رسالتمآب لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لئے تحریر کرنا چاہتے تھے؟ عمر کے منع کرنے اور دوات و کاغذ نہ پہونچنے کے لئے اہتمام کرنے میں کیا راز تھا؟ کس بات نے عمر کو یہ کہنے پر آمادہ کیا کہ ان پر درد غالب ہے یا معاذ اللہ ہذیان بک رہے ہیں (باختلاف روایات) یہانتک کہ رحمۃ للعالمین نے غضبناک ہو کر فرمایا نکل جاؤ میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو؟ یہ چند ایسے سادہ سوالات ہیں جس کا جواب ہر وہ شخص دے سکتا ہے جس کو تاریخ اسلام سے ادنیٰ لگاؤ بھی ہے۔

بے شک تم نے دیکھا یا سنا ہوگا کہ ختمی مرتبت نے بروز غدیر کچھ ایسے کلمات ارشاد فرمائے تھے جو کلمات علی ابن ابی طالب پر صراحۃً دلالت کرتے ہیں روز غدیر اس روز سے زیادہ دور نہیں تھا جس دن آپ نے دوات و کاغذ طلب فرمایا تھا، تم ابن عباس کو یہ بھی بیان کرتے سنا ہوگا کہ رسولؐ خدا نے علیؑ کو وصایت کے لئے طلب فرمایا تھا اور عمر و ابوبکر کو واپس کر دیا تھا جبکہ عائشہ و حفصہ نے ان کو بلا لیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ تم دونوں واپس جاؤ اگر مجھے ضرورت ہوگی تو تم کو خود بلوا لوں گا، اگر تمہیں یہ باتیں معلوم ہیں تو سوالات مذکورہ کا جواب بھی معلوم ہو گیا ہوگا، اور نبی کریمؐ کی وہ غرض بھی معلوم ہو گئی ہوگی جو آپؐ کو وصیت لکھنے پر آمادہ کر رہی تھی اور یہ بھی اچھی طرح واضح ہو گیا ہوگا کہ آپ جس امر کو

www.kitabmart.in

تحریر فرمانا چاہتے تھے وہ بعینہ وہی تھا جسے روز غدیر طے کیا تھا یعنی مسئلہ خلافت امیرالمومنین تاکہ خدا کی حجت لوگوں پر تمام ہو جائے۔ روز غدیر تمام مسلمان اس سے آگاہ نہ ہوئے تھے صرف حاضرین ہی باخبر تھے اسی لئے آپ نے اس امر کو مستحکم اور پائدار فرمانے کے لئے تحریر کرنا چاہا تھا تاکہ حاضر و غائب بعید و قریب ہر ایک کو معلوم ہو جائے اگر وہ نوشتہ وصایت علی ابن ابی طالب کے متعلق نہ ہوتا تو عمر کبھی ایسا شدید معارضہ نہ کرتے مجھے خیال نہیں کہ اگر عمر کو یہ معلوم ہوتا کہ نوشتہ ان کے ضرر شخصی اور خلافت کے ہاتھ سے نکل جانے کا باعث ہوگا جب بھی رسالتمآب کو ایسی تحریر لکھنے سے باز رکھتے جو مسلمانوں کو گمراہی سے محفوظ رکھے۔

اس مقام تک پہونچکر شاید ہمارا مقابل یہ سوال کرے کہ اگر رسول اللہ واقعتاً علیؑ کے لئے وصیت کرنا چاہتے تھے تو عمر کے اعتراض کو نہ سنا ہوتا۔ اور اپنے ارادہ پر قائم رہ کر جو دل چاہا تھا وصیت کرتے، ابوبکر نبی نہ تھے لیکن وہ اپنی وفات کے قبل عمر کے لئے وصیت کر سکے؟ اس کا جواب ہمارے خال محترم نے اپنی کتاب "الفصول المہمہ فی تالیف الامہ" کیا خوب دیا ہے۔ فرماتے ہیں" ہاں رسالتمآب تحریر فرمانے سے باز رہے بعض حاضرین نے اس وقت جو کلمہ کہا تھا اس نے تحریر سے باز رکھا۔ اس کے بعد کوئی اثر تحریر کا باقی نہ رہتا، لوگوں میں اختلاف ہوتا کوئی کہتا معاذ اللہ تحریر میں ہذیان ہے، کوئی کہتا ایسا نہیں ہے جیسا کہ اس امر میں اختلاف ہو کر رسالتمآب کے سامنے شور و غوغہ برپا ہوا تھا، آپ کو دوسرے بن پڑا کہ ان کو اپنی بارگاہ سے نکال دیں اور فرمایا کہ "نکل جاؤ"۔ اگر آپ وصیت لکھنے پر اصرار کر کے تحریر فرما دیتے تو لوگ اپنے قول پر اور زیادہ اصرار کرتے اور

www.kitabmart.in

جب امیر المومنین یا ان کے شیعوں کا گروہ اس سے استدلال کرتا تو سب مل کر ان کی رد کرنے کے لئے رسول اللہ کا ہذیان ثابت کرنے کی پرزور کوشش کرتے چنانچہ حکمت بالغہ کا یہی مقتضیٰ ہوا کہ آپ اس تحریر سے اعراض کریں تاکہ لوگ آپ کی نبوت میں طعن کا دروازہ نہ کھول دیں آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ امیر المومنین کے دوست آپ کی خلافت کے قائل ہیں اور رہینگے چاہے کچھ لکھا جائے یا نہ لکھا جائے اور اشقیاء کبھی نہ مانیں گے چاہے لکھ ہی کیوں نہ دیا جائے موقعہ اور مصلحت نے یہی چاہا کہ آپ نہ تحریر فرمائیں کیونکہ عمر کے معارضہ کے بعد اس کا اثر سوائے فتنہ و فساد کے اور کچھ نہ ہوتا۔

افسوس یہی ہونے والا تھا کہ اس امت میں پھوٹ پڑے اور اس کے متعدد فرقے ہوں، جن میں ایک دوسرے کو فاسق بنائے اور ہر ایک دوسرے کو معالم دین کو مٹانے کی کوشش کرے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

مذاہب اسلام پر ایک تحلیلی نظر

رسالتمآبؐ سے منقول ہے۔

افترقت امة موسیٰ بعد نبیھا
علی احدی وسبعین فرقة
واحدة منها ناجیة والباقون
فی النار وافترقت امة عیسیٰ
بعد نبیھا علی اثنین وسبعین
فرقة واحدة منها ناجیة والباقون
فی النار وستفترق امتی بعدی
علی ثلاث وسبعین فرقة
واحدة منها ناجیة والباقون
فی النار۔

امت موسیٰ کے ان کے نبی کے بعد
۷۱ فرقے ہو گئے جس میں سے ایک
فرقہ ناجی اور باقی نار کی ہیں۔
اسی طرح امت عیسیٰ کے اپنے نبی کے
بعد ۷۲ فرقے ہوئے ان میں بھی
ایک ناجی اور سب ناری ہیں۔
میرے بعد میری امت کے ۷۳ فرقے
ہوں گے جس میں صرف ایک فرقہ نجات
پائے گا اور باقی سب داخل نار ہوں
گے۔

حدیث مذکورہ منجملہ احادیث متظافرہ ہے تمام امت اسلامیہ اس کی
صحت پر متفق ہے، نزاع صرف اس میں ہے کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہے۔
مسلمانوں کا ہر فرقہ اس کا ادعا کرتے ہوئے نظر آتا ہے کہ رسالتمآب نے جس فرقہ
کو ناجی فرمایا ہے وہ ہمارے فرقہ کے سوا اور کوئی دوسرا فرقہ نہیں ہو سکتا۔
ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اس حدیث کے متعلق بحث کرتے ہوئے اسلام کے

www.kitabmart.in

www.kitabmart.in

تمام فرقوں پر سرسری نظر کریں اس کے بعد دیکھیں کہ بحث و تدقیق ہم کو کس نتیجہ پر پہونچاتی ہے اگر اس سیاحت میں ہم کو راہ رشاد مل گئی اور نور حق روشن نظر آیا تو ہم حق کو حاصل کرکے کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ خیال کرنا بعید از عقل ہے کہ بحث کرنے والا باوجود بلیغ کوشش کے بھی ناکام واپس ہوگا۔

ہم کو احادیث نبویہ کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ایک دوسری حدیث سے (جو علماء فریقین کے یہاں مجمع علیہ ہے) فرقہ ناجیہ کو بصراحت معین فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے

انما مثل اهل بیتی فیکم کمثل سفینة نوح من رکب نجا ومن تخلف عنها غرق

(صواعق محرقہ ص ۹۳)

میرے اہل بیت کی مثال تو تم میں کشتی نوح کی سی ہے جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ڈوب گیا۔

رسالتمآبؐ نے اس حدیث میں دامن اہل بیت سے متمسک ہونے والوں کو اور ان کی جبل کو مضبوط پکڑنے والوں کو مژدہ نجات مرحمت فرمایا ہے۔ اس امر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی کہ دامن عصمت اہل بیت سے متمسک ہو کر سفینۂ آل محمدؐ میں پناہ لینے والے شیعہ اور صرف شیعہ ہیں۔ کیونکہ شیعوں ہی نے اہل بیتؑ کا ہر قول میں ساتھ دیا اور ہر فعل میں پیروی کی، اصول فروع، اخلاق، تفسیر اور دین و دنیا کا ہر وہ امر جس کے وہ محتاج ہوئے اہلبیتؑ سے اخذ کیا وہ اہل بیت کے دوستوں کو دوست اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں یہاں تک کہ عالم میں صرف وہی شیعہ اہلبیتؑ کے ممتاز لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

www.kitabmart.in

تعجب خیز بات ہے کہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ ص ۹۳ میں اس کی سعی لاحاصل کی ہے کہ لقب شیعہ کو بھی غصب کر کے اسکو اپنا اور اپنے متبعین کا لقب قرار دے لیں۔ گویا وہی لوگ اہل بیت کے حقیقی دوست ہیں کاش کوئی مجھے بتاتا کہ اہل بیت کا متبع اور محب وہ ہو سکتا ہے جو اصول میں اشعری اور فقہ میں مالک شافعی، ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل کی طرف رجوع کرتا ہو اور جو روایت میں اہلبیت پر تو اعتماد نہ کرے اور خوارج، مرجیہ مضعفین پر بھروسہ کرے کیا ابن حجر اور ان کے امثال شیعہ اہلبیت ہو سکتے ہیں؟ جن میں ابن خلدون ایسا خوش اعتقاد ہو جو اہلبیت کو (معاذ اللہ) بدعتی کا لقب دے یا ابن حزم ایسا مخلص ہو جو اہل بیت کے علم و عمل کو نافع نہ خیال کرتا ہو (جیسا کہ انشاء اللہ آئندہ واضح ہوگا) کیا یہ لوگ شیعہ اہل بیت کہے جا سکتے ہیں؟ سبحانک اللھم ان ھذا الا بہتان عظیم مذہب اہل بیت صرف مذہب شیعہ ہے اور جو بمفاد حدیث ثقلین نجات دائمی کا مستحق ہے۔

عقائد اہل تسنن ہم ناظرین کو چند ایسے مسائل سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں جو تعلیم اسلام کے بالکل خلاف ہیں جن کو ہم مسلم اولیا کی کتابوں اور احادیث و عقائد میں پھیلا پائیں گے اور جن سے بخوبی اس کا اندازہ ہو جائے گا کہ ایسے خیالات فاسدہ رکھنے والے لوگ نجات سے کس قدر دور، اور حدیث افتراق میں جس فرقہ ناجیہ کا ذکر ہے اس سے کتنے بے تعلق ہیں۔ مسئلہ تجسیم و رویت منجملہ ان کے مسائل عجیبہ کے جن سے یہ حضرات قائل ہیں تجسیم خدا ہے۔ صحاح ستہ اسی قسم کی احادیث سے بھر پور کی پڑی ہیں جن سے

www.kitabmart.in

یہ عقیدۂ فاسدہ ظاہر ہوتا ہے۔

(۱) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے زمانۂ رسولؐ میں آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے خدا کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا ہاں، کیا دوپہر کے وقت جب مطلع صاف ہو اور ابر نہ ہو یا چاندنی رات میں جب ابر نہ ہو سورج یا چاند کے دیکھنے میں تمہاری بینائی پر اثر ہوتا ہے سب نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا قیامت کے دن خدا کو بھی اسی طرح سے دیکھو گے جس طرح چاند یا سورج کو دیکھتے ہو پھر آپ نے ان امتوں کا ذکر کیا جنہوں نے عبادت خدا میں شرک کیا تھا اور ان کے آتش جہنم میں داخل ہونے کو بیان فرمایا، پھر ارشاد کیا کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جس نے خدا کی عبادت کی ہو نیک ہو یا بد مگر خدا اس کے پاس آئے گا۔

اس کے بعد کہے گا انتظار کا ہے کا ہے ہر امت جس کی عبادت کرتی تھی اس کا اتباع کرے سب کہیں گے خدایا ہم نے لوگوں کو دنیا میں ایسے وقت چھوڑا جب ہم ان کے بہت زیادہ محتاج تھے اور ہم ان کے ساتھ نہ رہے خدا کہے گا میں تم سب کا پروردگار ہوں سب دو یا تین مرتبہ کہیں گے معاذ اللہ ہم خدا کا کسی چیز کو شریک قرار دیتے یہاں تک کہ بعض

اسوقت خدا کہے گا تمہارے اور خدا کے درمیان کوئی نشانی (پہچان) ہے جس سے تم اس کو پہچان لو وہ کہیں گے ہاں ہے تو خدا اپنی پنڈلی کھول دے گا اور ہر ایسے شخص کو سجدہ کی اجازت دے دیگا جو جی سے خدا کو سجدہ کرتا تھا اور جو ڈر سے یا لوگوں کو دکھاوے کے لئے سجدہ کیا کرتا تھا اس کی پشت ایک تختہ

www.kitabmart.in

کی طرح کر دے گا جب وہ سجدہ کے لئے جھکنے کا ارادہ کرے گا چت گر پڑے گا پھر سب اپنے سر اٹھائیں گے اور اس صورت میں آچکا ہو گا جس میں پہلی مرتبہ انھوں نے اس کو دیکھا ہوا تھا اور کہے گا میں تم سب کا پروردگار ہوں وہ کہیں گے (ہاں) تو ہمارا پروردگار ہے"

حدیث مذکور میں بہت طویل ہے جس کا دل چاہے مسلم میں مطالعہ کرے

(صحیح مسلم جلد اول ص۱۰۳)

(۲) انس نے رسالتمآبؐ سے روایت کی ہے کہ جہنم میں برابر لوگ ڈالے جائیں گے اور وہ کہتا رہے گا "کچھ اور زیادہ" یہاں تک کہ رب العزت اپنا پیر جہنم میں ڈال دے گا جس سے جہنم برابر ہو جائے گا (بھر جائے گا) اور کہے گا بس بس تیری عزت کی قسم" اسی طرح جنت میں بھی خالی جگہ رہے گا یہاں تک کہ خدا کچھ لوگوں کو خلق کر کے جنت کے خالی مقامات میں بسائیگا

(صحیح مسلم جلد دوم ص۳۸۲)

(۳) ابو ہریرہ رسالتمآبؐ سے روایت کرتے ہیں، لیکن آگ تو اس کا پیٹ ہی نہ بھرے گا، خدا اپنا پیر اس پر رکھ دے گا تو وہ کہے گی بس، بس اور وہ سیر ہو جائے گی اور اس کا ایک حصہ دوسرے سے مل جائے گا۔

(۴) ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسالتمآبؐ نے فرمایا جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو خدا آسمان دنیا پر اترتا ہے اور دروازے آسمان کھول دئے جاتے ہیں

www.kitabmart.in

اور خدا اپنا ہاتھ پھیلا کر کہتا ہے کیا کوئی مانگنے والا ہے جسے اس کی منھ مانگی مراد دی
اور طلوع فجر تک اسی حالت میں رہتا ہے۔" (مسند احمد بن حنبل جلد اول ص۲۸)

(۵) ابو ہریرہ کہتے ہیں رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ خدا نے آدمؑ کو اپنی صورت
میں ساٹھ ہاتھ لانبا خلق کیا، اور خلق فرمانے کے بعد فرمایا جاؤ اور یہ ملائکہ کا گروہ
جو بیٹھا ہوا ہے اسے سلام کرو اور جو وہ جواب دیں اسے کان لگا کر سنو یہی
تمہارا اور تمہاری ذریت کا تحیہ ہے جو کوئی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم کی
صورت کا ہوگا اور برابر اس وقت تک قد لوگوں کے گھٹتے رہے۔"

(بخاری جلد چہارم ص۵۴)

احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ حضرات تجسیم کے کس بری
طرح قائل ہیں۔ خدا چاند سورج کی طرح دکھائی دے گا، آسمان دنیا پر اترتا
ہے، جہنم میں اپنا پیر ڈالے گا، خدا کے علامت ہے جس سے وہ اسے پہچان
لیں گے، اس کا قد ساٹھ ہاتھ کا ہے، اسی طرح اور سیکڑوں خرافات مضحکہ
ہیں جو شاید بری بری بڑھیا بھی اپنے منھ سے نہ نکالیں اور نہ ان کا یقین کریں
حقیقت امر یہ ہے کہ ایسی ہی ایسی احادیث نے اسلام کا نام بدنام کر کے غیروں
کے لئے طعن و تشنیع کا دروازہ کھول کر ان کی جولانگاہ کو وسیع کر دیا۔ سمجھ میں
نہیں آتا کہ ان لوگوں نے ایسی بے سر و پا احادیث کو صحاح ستہ میں کیونکر درج کر دیا
اور یہ کتابیں باوجود ایسی احادیث پر مشتمل ہونے کے صحاح کیونکر کہی جاتی ہیں۔

www.kitabmart.in

جناب عائشہ نہایت شدت کے ساتھ رویت کا انکار کرتی ہیں چنانچہ موصوفہ نے ہم کو جواب کی زحمت سے بچا کر نہایت متین و نافذ فیصلہ کر دیا ہے۔

"ابن مسروق کا بیان ہے کہ میں عائشہ کے پاس تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا عائشہ نے کہا اے ابو عائشہ تین باتیں ایسی ہیں جس نے اس میں کلام کیا اس نے خدا پر بہت بڑا افترا کیا۔ میں نے کہا وہ تین باتیں کیا ہیں، عائشہ نے کہا ایک تو جو خیال کرتا ہے کہ محمدؐ نے خدا کو دیکھا تھا اس نے خدا پر بہت بڑا افترا کیا ابن مسروق کہتے ہیں میں تکیہ لگائے ہوئے تھا یہ سنکر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہا اے ام المومنین ذرا مجھے مہلت دیجئے جلدی نہ کیجئے کیا خدا نے نہیں فرمایا ہے کہ "اس کو کھلے ہوئے افق میں دیکھا" اور اس کو دوبارہ اترنے میں دیکھا" عائشہ نے جواب دیا اس امت میں میں ہی پہلی وہ ذات ہوں جس نے اس بارہ میں رسول اللہ سے سوال کیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان آیات میں جبرئیل کا ذکر ہے میں نے سوا ان دو دفعہ کے جبکہ وہ آسمان سے اتر رہے تھے ان کی اصلی صورت میں جیسا کہ وہ پیدا کئے گئے ہیں نہیں دیکھا تھا، اس کے بعد عائشہ نے کہا کیا تم نے نہیں سنا خدا فرماتا ہے "نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر لیتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے" کیا تم نے نہیں سنا خدا فرماتا ہے "کسی انسان کو یہ نہیں کہ خدا اس سے باتیں کرے مگر وحی کے ذریعہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا یہ کہ وہ رسول کو بھیجے" الخ

www.kitabmart.in

مسئلہ رویت و تجسیم آیات و نصوص صریحہ سے قطع نظر کرنے کے بعد بھی واضح البطلان ہے کیونکہ لوازم تجسیم سے حدوث باری کا قائل ہونا ہے ہر جسم حادث و ممکن ہے جو مؤثر کیطرف محتاج ہے لہذا واجب الوجود، واجب الوجود باقی نہ رہے گا، یہ عقائد اسلام کی برحق تعلیم پر منطبق نہیں ہوتے۔

برخلاف اس کے شیعوں نے خدائے بزرگ و برتر کو رویت و تجسیم کے عیب سے بالکل منزہ قرار دیا ہے اور ان کا یہ عقیدہ مشہور و معروف ہے امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب جو شیعوں کے امام ہیں جن کے دامن عصمت سے متمسک ہو کر شیعہ دین الٰہی اختیار کئے ہیں اور جن کی گرانقدر تعلیمات پر عامل ہو کر تقرب ایزدی کے منازل طے کر رہے ہیں وہ فرماتے ہیں من وصف اللہ فقد حدہ ومن حدہ فقد عدہ کتاب نہج البلاغہ میں بکثرت اس کے ارشادات پائے جاتے ہیں (نیز شیعوں کی کتب عقائد میں بھی رویت و تجسیم کو باطل قرار دے کر مخالفین کی پرزور رد کی گئی ہے (مترجم) شیعوں کی طرف ان کے دشمنوں نے بھی قول تجسیم کو منسوب نہیں کیا ہاں لوگوں نے اس عقیدہ کو بعض غالی فرقوں کی طرف ضرور منسوب کیا ہے لیکن یہ واضح ہے کہ شیعہ غالیوں کے کفر کے قائل ہیں اور ان سے برأت کرتے ہیں۔

لیکن مصنف فجر الاسلام نے یک قلم تمام شیعوں کی طرف قول تجسیم کی نسبت دی ہے حالانکہ سوائے نصیریوں کے جو حضرت علیؑ کو خدا سمجھتے ہیں۔ شیعوں

www.kitabmart.in

میں کوئی تجسیم کا قائل نہیں، نصیری شیعہ نہیں بلکہ مسلمان بھی نہیں ہیں۔

احمد امین نے یہ بھی کہا ہے کہ مذہب جعفری، یہودیت، نصرانیت، زرد شتیت کا مجموعہ ہے اور یہ اس لئے کہ یہ مذاہب اور مذہب جعفری بعض نظریات میں ہم خیال ہیں، عنقریب ناظر "شیعوں کے عقائد کی اجمالی فہرست" کا مطالعہ کر کے یہ سمجھ لے گا کہ یہ بالکل جھوٹ اور افترا ہے اور اگر بفرض محال بعض نظریات میں ہم خیال ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ شیعیت یہودیت، نصرانیت، اور مجوسیت کا مجمع ہے، احمد امین کی طرح اگر ہم چاہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذاہب اہلسنت یہودیت، نصرانیت و مجوسیت کا مجموعہ ہے کیونکہ اہل تسنن اور یہ مذاہب درحقیقت بعض نظریات میں ہم خیال ہیں چنانچہ مسئلہ تجسیم واثبات صفات ازلیہ و مسئلہ جبر منجملہ ان مسائل کے ہیں جس کے اہل سنت قائل ہیں اور وہ دوسرے مذاہب میں بھی پائے جاتے ہیں۔

قول تجسیم میں تسنن اور یہودیت ایک جادہ پر ہیں، یہودی وہ پہلا فرقہ ہے جس نے اس عقیدے کی بنا ڈالی کیونکہ انھوں نے توراۃ میں بہت سے ایسے الفاظ پائے جو اس پر دلالت کرتے ہیں (ملل ونحل شہرستانی ص۲۰) یہ عقیدہ اہلسنت کے دماغوں میں رہا یہانتک کہ کچھ عرصہ کے بعد راسخ ہو گیا اس اعتقاد کا کوئی خاص سبب سوا اس کے نہیں معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے قرآن میں ایسی آیات دیکھیں جن سے اس کا وہم ہوتا ہے مثلاً جاء ربک والملک صفاً صفاً تیرا خدا آیا اور فرشتے صف

www.kitabmart.in

بہ صفت تھے " وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ چہرے اس دن ترو تازہ ہوں گے " اسی طرح اور دیگر آیات متشابہ ہیں جن سے مایۂ علمی نہ رکھنے والا شخص دھوکہ کھا جاتا ہے اور ایسی تاویل نہیں کر سکتا جو عقل کے مطابق اور عظمت وجلالت الٰہیہ کے مناسب ہو۔

ابو الفتح شہرستانی (ملل ونحل ص۲۷) میں اپنے بعض سے نقل کرتے ہیں کہ وہ جب کبھی ایسی آیت کو دیکھتے جو تشبیہ میں ظاہر ہوتی ہے تو وہ اسی پر جم جاتے ہیں اور اس ڈر سے اس کی تاویل نہیں کرتے کہ کہیں آیت اما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم ، لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے تو وہ متشابہ کا اتباع کرتے ہیں فتنہ اور تاویل کو چاہتے ہوئے حالانکہ اس کی تاویل صرف خدا اور وہی لوگ جانتے ہیں جو علم میں رسوخ رکھتے ہیں) کا مصداق نہ ہو جائیں نیز تاویل امر مظنون ہے اور صفات باری میں اتباع ظن ناجائز ہے ، شہرستانی نے اس طرز کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہی طریقہ سلامت ہے (شہرستانی اور ان کے ہم خیال اسلاف آیات متشابہ میں راسخون فی العلم کا اتباع کرتے تو انھیں تاویل نہ کرکے سرحد کفر میں نہ داخل ہونا پڑتا ۔ مترجم)

لیکن تحقیق مقتضی ہے کہ تاویل جائز ہے بلکہ جب آیات ایسے وجوہ میں

www.kitabmart.in

ظاہر ہوں کہ جو عقل کے خلاف ہے تو تاویل واجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم تاویل کو نا جائز بھی تسلیم کریں تب بھی سوا تاویل کرنے کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا کیونکہ تاویل نہ کرنے کی صورت میں تجسیم و دیگر عقائد فاسدہ لازم آتے ہیں جو تعلیمات اسلام کے بالکل خلاف ہیں اور تاویل میں بہ فرض عدم جواز ضرر کم ہے لہٰذا سوا تاویل کے کوئی چارہ نہ رہے گا کیونکہ جب امر دو محذوروں میں دائر ہو تو شرعاً ارتکاب اقل محذور واجب ہے جیسا کہ کتب فقہیہ میں بہ تفصیل مذکور ہے۔

نصرانی اور اہل تسنن خدا کے لئے صفات ازلیہ مثل علم و حیات، ارادہ، سمع و بصر، کلام ثابت کرنے میں ہم خیال ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ خداوند عالم اپنے عالم ہونے میں ثبوت معنی علم کا محتاج ہے اسی طرح دیگر صفات میں کہتے ہیں (اور ان صفات کو ازلی سمجھتے ہیں) انھوں نے خدا کو عالم و قادر لذاتہ نہیں مانا اور علم و قدرت کو عین ذات نہیں خیال کرتے۔ بلکہ ان کے اعتقاد کے موافق خدا ناقص و محتاج فی ذاتہ و کالغیرہ ہے (ملل و نحل ابو الفتح شہرستانی)

امام رازی کو اس عقیدہ کے فساد کی طرف ملتفت ہو کر کہنا پڑا۔

ان النصاریٰ کفروا لانہم قالوا ان القدماء ثلثۃ واصحابنا اثبتوا قدماء تسعۃ"	نصاریٰ اس لئے کافر ہو گئے کہ وہ تین قدیم مانتے ہیں اور ہمارے اصحاب نے تو نو قدیم ثابت کر دئے ہیں۔

مجوس اور اہل تسنن مسئلہ جبر میں ہم خیال ہیں چنانچہ مجوس کہتے ہیں کہ

www.kitabmart.in

خود خدا برا کام کرتا ہے اور پھر اس سے برائت ظاہر کرتا ہے شیطان کو خود ہی پیدا کیا اور پھر اسے راندہ درگاہ کر دیا۔ اسی طرح مجبرہ کہتے ہیں کہ خدا قبائح کا ارتکاب کر کے اس سے برائت کرتا ہے۔

انبیاء و رسل اہلسنت کی نظر میں۔ شیعوں کے بچہ بچہ کے ذہن میں یہ عقیدہ راسخ ہے کہ انبیاء معصوم تھے اور وہ کذب و معصیت اور تمام ان عیوب سے منزہ ہیں، جو ان کی وقعت کو انظار مردم میں کم کر دیں، یا مرتبہ نبوت کے مناسب نہ ہوں، عقل و اعتبار سے بھی اسی عقیدہ کی تائید ہوتی ہے۔ اگر ہم نبی کو بھی مثل امت کے جائز الخطا تسلیم کر لیں تو اس کے لئے کیا طرۂ امتیاز رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ سریر نبوت پر متمکن ہونیکا اہل ہو، اور اگر امت والے اس نبی سے کذب و جملہ معاصی کا سرزد ہونا جائز سمجھتے رہیں گے تو ان کے دلوں میں اس کی بات پر پورا پورا اطمینان نہیں ہو سکتا، عقیدہ عصمت مسائل واضحہ میں سے ہے جس پر ادلہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں لیکن (حضرات اہلسنت انبیاء و رسل کو کذاب و معصیت کار سمجھتے ہیں) صحاح ایسی روایات سے بھری پڑی ہیں جو مقام انبیاء کے قطعاً مناسب نہیں۔

(۱) رسالتمابؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ جمع ہو کر کہیں گے کاش ہم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کسی کو شفیع بنائیں کہ ہم کو اس حالت سے راحت دے یہ رائے ہو کے حضرت آدمؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ آپ کو خدا نے

www.kitabmart.in

اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور آپ ہی میں اپنی روح پھونک کر ملائکہ کو سجدہ کا حکم
دیا انھوں نے آپ کو سجدہ کیا آپ بارگاہ خدا میں ہماری شفاعت کیجئے، وہ فرمائیں
کے میں اس کی اہلیت نہیں رکھتا اور اپنی خطا کا ذکر کر کے کہیں گے نوح کی خدمت
میں جاؤ وہ پہلے رسول ہیں جنکو خدا نے مبعوث فرمایا تھا یہ سب حضرت نوح کی
خدمت میں حاضر ہوں گے وہ فرمائیں گے میں بھی اس کا اہل نہیں اور اپنی خطا
بیان کریں گے اور کہیں گے کہ جاؤ ابراہیمؑ کے پاس جاؤ جن کو خدا نے اپنا خلیل بنایا
ہے یہ سب ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ فرمائیں گے میں بھی اس قابل نہیں
اور اپنی خطا ذکر کر کے کہیں گے موسیٰ کے پاس جاؤ خدا نے ان سے کلام کیا ہے یہ
سب ان کی خدمت میں جائیں گے وہ فرمائیں گے کہ عیسیٰ کے پاس جاؤ یہ سب انکی
خدمت میں جائیں گے وہ نااہلیت کا اظہار کر کے اپنی خطا بیان کر کے کہیں گے کہ
محمدؐ کی خدمت میں جاؤ خدا نے ان کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دئے ہیں وہ سب
میرے پاس آئیں گے میں اجازت لیکر بارگاہ الٰہی میں باریاب ہوں گا اور خدا
کو دیکھتے ہی سجدہ کروں گا خدا جب تک چاہے گا مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دے گا
پھر فرمائے گا اے محمدؐ سر اٹھاؤ سوال کرو عطا کیا جائے گا کہو سنا جائے گا شفاعت
کرو تمہاری شفاعت مقبول ہوگی میں اپنا سر اٹھا کر جس طرح خدا مجھے تعلیم کرے
گا اس کی حمد کروں گا پھر شفاعت کرونگا خدا میرے لئے ایک حد معین کر دے گا
پس اس کے مطابق لوگوں کو آگ سے نکال کر داخل جنت کروں گا پھر پلٹ کر سجدہ

www.kitabmart.in

کروں گا اسی طرح تین چار مرتبہ کروں گا یہانتک کہ آگ میں سوا اسکے اور کوئی نہ رہے گا جس کو قرآن نے مقید کر دیا ہو"

(بخاری جلد چہارم ص‍۸۴ صحیح مسلم جلد اول ص‍۹۵ تا ص‍۹۸)

مسلم نے اتنا اضافہ کیا ہے

آدمؑ نے معصیت کا اقرار یوں کیا کہ انہوں نے شجرہ سے کھا لیا تھا۔ ابراہیم نے اقرار کیا کہ میں کذاب تھا اور موسیٰ نے کہا کہ میں نے بغیر حکم خدا ایک شخص کو ناحق قتل کر ڈالا تھا"

(۴) ابوہریرہ نے بیان کیا ہے کہ رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اس طرح ننگے نہایا کرتے تھے کہ ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتا تھا حضرت موسیٰ تنہا نہاتے تھے اس پر بنی اسرائیل نے کہا کہ خدا کی قسم موسیٰ کو ہمارے ساتھ نہانے سے صرف اس بات نے منع کیا کہ وہ آدر ہیں (ایک خصیہ فتق کیوجہ سے بڑھ گیا ہے) ایک مرتبہ موسیٰ نہانے کے لئے گئے اور اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دئے پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگا موسیٰ پتھر میرے کپڑے، پتھر میرے کپڑے کہتے ہوئے (پانی سے) نکلے بنی اسرائیل نے ان کی شرمگاہ کو دیکھ لیا اور کہنے لگے خدا کی قسم موسیٰ میں کوئی عیب نہیں ہے، پتھر ٹھہر گیا موسیٰ نے اپنے کپڑے اٹھا کر پتھر کو مارنا شروع کیا، ابوہریرہ کہتے ہیں خدا کی قسم پتھر نوحہ کرنے لگا موسیٰ نے چھ یا سات مرتبہ پتھر کو مارا" (صحیح مسلم جلد دوم ص‍۳۰۸)

www.kitabmart.in

مسلم نے اس حدیث کو باب فضائل موسیٰ میں ذکر کیا ہے نہ معلوم شرمگاہ کے دیکھ لئے جانے میں کونسی فضیلت نکلتی ہے حالانکہ کشف عورت باوجود شرعاً حرام ہونیکے عقلاً بھی قبیح ہے اور ایسا فعل ہے جو پست طبقہ کی نظر میں بھی برا ہے چہ جائیکہ ایک نبی کریم کے نزدیک۔

یہ روایات بطور نمونہ از خروارے ذکر کی گئیں ہیں جن سے یہ اچھی طرح معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرات اہل سنت، انبیاء ورسل کے ساتھ کیسے اعتقادات رکھتے ہیں۔

خاتم الانبیاء سنیوں کی نظر میں۔ ذیل میں ہم ایسی روایات ذکر کرتے ہیں جن سے خاص کر حضرت خاتم الانبیاء کے متعلق اہل تسنن کے عقائد پر روشنی پڑے گی۔

(۱) عائشہ نے کہا کہ رسالتمآبؐ میرے یہاں تشریف لائے اور میرے پاس دو عورتیں بیٹھی ہوئی جنگ بعاث کے گیت گارہی تھیں آپ فرش پر لیٹ رہے اور منھ پھیر لیا (اتنے میں ابا جان) ابوبکر صدیقؓ آئے انھوں نے مجھے جھڑکا اور کہا کہ (ہائیں) مزمار شیطان رسول اللہؐ کے پاس، حضرت نے ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا ان دونوں کو چھوڑ دو (کچھ نہ کہو گانے دو) جب آپ غافل ہوگئے تو میں نے ان کو اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں، وہ دن عید کا تھا جس میں حبشی مختلف قسم کے کھیل، کھیل رہے تھے"۔ (مسلم جلد اول ص۳۲۶)

انصاف کرنے کی بات ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ باوجود حرام ہونیکے رسول خدا

www.kitabmart.in

گانا سننے کے لئے تشریف فرما ہوں، اور اگر عید کے دن حلال بھی فرض کر لیا جائے (جیسا کہ سنیوں کا بے دلیل دعویٰ ہے) تو کیا یہ سزاوار ہے کہ گانیوالیاں آپ کے گھر میں آپ کے سامنے گانا گائیں، ہم اپنے کو اس فعل سے برتر سمجھتے ہیں چہ جائیکہ رسول خدا جن کی زبان کا سوا ذکر حق اور کانوں کا سوا اسماع حق کے اور کوئی شغل ہی نہ تھا اگر بفرض محال واقعہ کچھ اصلیت رکھتا ہے تو ابوبکرؓ کو عائشہؓ سے جھڑک کر یہ کہنے کا کیا حق تھا کہ مزمار شیطان رسول اللہ کے پاس۔ باوجودیکہ انکو یہ معلوم تھا کہ رسالتمآبؐ کسی امر پر جبتک کہ وہ جائز نہ ہو سکوت نہیں فرما سکتے؟ کیا ابوبکر کا یہ اعتراض کرنا اس بات کی دلیل قوی نہیں کہ انھوں نے رسول اللہ پر گانا سنکر مرتکب حرام ہونیکا اتہام لگایا؟ کیا ابوبکر صدیق پیران کی ہوبت کے قائل ہونے کے بعد بھی واجب نہ تھا کہ وہ دست بستہ رسولؐ کی خدمت میں ان کی تائید کرتے ہوئے رک جاتے؟ کیا ابوبکر کے لئے یہ پسندیدہ نہ تھا کہ بغیر ایسا جملہ کہے ہوئے رسالتمآبؐ سے ان کے سکوت کا سبب دریافت کرتے، عائشہؓ کا یہ کہنا اور بھی عجیب ہے کہ جب حضرت غافل ہو گئے تو میں نے اشارہ کیا اور وہ دونوں عورتیں چلی گئیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روز عید غنا کو جائز قرار دینے کے علاوہ رسالتمآبؐ گانا سن کر محظوظ ہو رہے تھے اور آپ کو اس حالت میں ایسا انبساط حاصل تھا یہانتک کہ عائشہ کو گانا روک کر گانیوالیوں کو جانے دینے کا بھی موقع نہ ملا اور جب آپ غافل ہو گئے اس وقت ان سے چپکے سے کہا کہ اب جاؤ۔

www.kitabmart.in

(۲) سالم سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ کو رسول خداؐ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضرت پر وحی نازل ہونے کے قبل کا واقعہ ہے کہ آپ نے اسفل بلدہ میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات ہوئی رسول اللہؐ نے ان کے آگے دسترخوان بڑھایا (جس پر گوشت تھا) زید نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ تم لوگ انصاب کے نام پر جو ذبیحہ کرتے ہو میں اسے نہیں کھاتا میں صرف وہی گوشت کھاتا ہوں جس پر اسم خدا ذکر کیا گیا ہو۔

(بخاری جلد سوم ص ۱۹۲ مسند احمد جلد اول ص ۱۸۹ و جلد دوم ص ۶۹)

اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زید رسالتمآبؐ سے زیادہ متقی و پرہیزگار اور حلال و حرام خدا کے عارف تھے۔ (نعوذ باللہ)

(۳) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ عید کے روز ایک لشکر آیا اور اس نے مسجد میں بازی کرنا شروع کی نبیؐ نے مجھکو بلایا میں نے اپنا سر ان کے کاندھے پر رکھ لیا اور ان کا کھیل (تماشہ) دیکھنے لگی یہانتک کہ جب میرا دل چاہا تو کھیل دیکھ چکی رسالتمآبؐ نے خود سے مجھے نہ ہٹایا۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۳۲۷)

(۴) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ اسی اثناء میں کہ حبشی رسالتمآبؐ کے پاس کھیل کود رہے تھے حضرت عمر بن خطاب آئے اور انھوں نے سنگریزے اٹھا اٹھا کر حبشیوں کے مارنا شروع کئے (یہ دیکھ کر رسولؐ خدا نے فرمایا عمر انھیں چھوڑ دو (رہنے دو مارو نہیں) (بخاری جلد سوم ص ۱۶۵)

www.kitabmart.in

کیا یہ دونوں روایتیں نبیؐ کی عزت گھٹا کر ان کے رتبہ کو پست نہیں کرتیں کیا نبیؐ کو یہ سزاوار ہے کہ عائشہ کو حبشیوں کا شور و غوغہ سننے اور تماشہ دیکھنے کو بلائیں؟ اور وہ بھی مسجد میں حالانکہ خداوند عالم نے امت کو یہ حکم دیا ہو کہ ان کی بارگاہ میں آوازیں نہ بلند کریں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ انھیں کتابوں میں ایسی روایتیں بھی بکثرت موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا بھی مکروہ ہے چہ جائیکہ کھیل کود۔

(۵) ابن شہاب کہتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ کعب بن مالک نے ان کو خبر دی کہ میں نے ابن ابی حدرد سے رسالتمآبؐ کے عہد میں مسجد میں قرض کا تقاضہ کیا آوازیں اتنی بلند ہوئیں کہ رسالتمآبؐ نے سن لیں حالانکہ آپ بیت الشرف میں تھے اور آپ نے برآمد ہو کر اپنے حجرہ کو کھولکر آواز دی اے کعب بن مالک میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ میں قرض کا ایک حصہ چھوڑ دوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایسا کر دیا حضرتؐ نے (ابن ابی حدرد سے) فرمایا اٹھو اور قرض ادا کرو۔ (بخاری جلد اول ص ۱۰۱)

(۶) سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک شخص نے مجھے کنکری ماری میں نے دیکھا تو عمر بن الخطاب تھے انہوں نے کہا کہ جاؤ اور ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں ان دونوں کو لے گیا۔ حضرت عمر نے ان سے پوچھا کون ہو

www.kitabmart.in

یا کہاں کے رہنے والے ہو انہوں نے جواب دیا ہم اہل طائف ہیں۔ اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا تم رسول خدا کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو ۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۱۵۹)

(۷) حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسالتمآب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی شخص کسی مسجد میں پکار پکار کر اپنا کھویا ہوا جانور تلاش کرتے ہوئے سنے تو کہے کہ خدا اسکو تیرے پاس واپس نہ لائے کیونکہ مسجد کی بنا اس لئے نہیں ہوئی ہے۔ (مسلم جلد اول صفحہ ۲۱۱)

(۸) سلمان بریدہ اپنے دوست سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد میں اپنا جانور ڈھونڈھا حضرت نے فرمایا تو اسے نہ پائے مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئی ہیں ۔ (مسلم جلد اول صفحہ ۲۱۱)

کس قدر تعجب کے قابل امر ہے کہ کبھی تو رسالتمآب مسجد میں آواز بلند ہوتے ہوئے سنکر مضطر کہ بیت الشرف سے نکل آئیں اور قرضخواہ کو تخفیف کی ہدایت کریں تاکہ شور و غوغا کم ہو اور کبھی جانور تلاش کرنیوالے سے فرمائیں کہ تیرا جانور نہ ملے مساجد کی بنا اس لئے نہیں ہوئی ہے اور کبھی بقول اہلسنت (معاذاللہ) اپنی بی بی کو لے کر حبشیوں کا کھیل دیکھنے مسجد میں تشریف لیجائیں غور کرنیکی بات ہے کہ دوسروں کو ایسے فعل سے تو منع کریں جسکے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ مسجد کے ساتھ

www.kitabmart.in

بے ادبی ہے اور ایسے فعل کے خود مرتکب ہوں جس کے متعلق کم از کم یہ کہا جائے
کہ وہ لہو و لعب تھا نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا!! آپ سے بڑھ کر اور کون
احکام خدا کا لحاظ کر سکتا ہے اور کون حرام و حلال کو جان سکتا ہے۔

تعجب بالائے تعجب کہ ایک ابوہریرہ دو متناقض حدیثوں کی روایت
کرتے ہیں، کہیں مسجد میں حبشیوں کا کھیل کود اور کہیں مسجد میں آواز بلند
کرنے کی کراہیت، لیکن درحقیقت ابوہریرہ سے ایسی روایات کا صادر ہونا
ناقابل تعجب نہیں کیونکہ ان کو متناقض روایات کرنے کا بہت شوق تھا جیسا
کہ انشاءاللہ آئندہ معلوم ہو جائے گا۔ (معاذاللہ)

سنیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کئی مرتبہ رسول خدا نے صبح کو آرام فرمایا اور
نماز صبح نہیں پڑھی چنانچہ مسلم ابوہریرہ سے راوی ہیں کہ

رسالتمآب غزوہ خیبر سے واپسی میں رات بھر چلتے رہے جب آپ کو
نیند معلوم ہونے لگی تو ایک مقام پر اتر پڑے اور بلال سے کہا تم شب بھر
میری حفاظت کرو بلال کو جتنا ممکن ہو سکا انھوں نے نمازیں پڑھیں رسالتمآب
سوتے رہے اور اصحاب کو بھی نیند آگئی جب صبح قریب ہوئی تو بلال طلوع
فجر کے انتظار میں اپنے رحل سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اسی حالت میں ان کی
آنکھ لگ گئی نہ تو رسول بیدار ہوئے نہ بلال اور نہ صحابہ میں کوئی اور شخص
یہاں تک کہ ان لوگوں پر دھوپ آگئی سب سے پہلے رسالتمآب بیدار ہوئے

www.kitabmart.in

نہایت فزعناک ہوئے اور فرمایا بلال ؟ بلال نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا مجھے بھی اسی نے مجبور کر دیا جس نے آپ کو مجبور کیا۔
(مسلم جلد اول صہ ۲۵۴)

ابو ہریرہ یہ بھی روایت کرتا ہے کہ " ہم نے ایک مقام پر نبی خدا کے ساتھ شب میں منزل کی اور رات بھر سوتے رہے یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا یہاں سے اپنی سواریاں بڑھائے چلو یہاں ہم لوگوں کے پاس شیطان آگیا تھا۔

افسوس ان دشمنان اسلام نے حضرت سے نماز صبح فوت ہو جانے ہی پر اکتفا نہ کی بلکہ یہ بھی گڑھ لیا کہ آپ نے نماز قضا ہونے کا باعث حضور شیطان کو قرار دیا، شیطان کے اقتدار کو اتنا وسیع اور عام کر دیا کہ رسالتمآب پر بھی اس کا داؤں چل گیا، حضرت سے نماز کا قضا ہونا بعید از عقل اور قبیح ہے، اس پہ دوسرا طرہ یہ کہ آپ پر نماز شب واجب تھی اسے بھی چھوڑا اب ہم کو سوا اس کے اور کیا چارہ ہے کہ ہم اس روایت کی تکذیب کریں۔ خدا کی جانب سے رسالتمآب مامور تھے کہ آپ سوا تھوڑی دیر کے رات بھر عبادت کریں ارشاد ہوتا ہے یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا ہ
کیا اب بھی یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے شب کو خود آرام فرمایا

www.kitabmart.in

اور بلال کو شب بھر حفاظت کرنے کا حکم دیا۔

ہمارا مخالف اس کے جواب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ رسالتمآب نے ایسا صرف اس لئے کیا کہ مکلف کو معلوم ہو جائے کہ سوتے میں نماز قضا ہو جانا حرام نہیں اور اگر ایسا ہو جائے تو اس پر عقاب نہ ہوگا اس لئے کہ ہم اگرچہ یہ تسلیم بھی کرلیں کہ فعل نبی مثل قول و تقریر حجت ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ قول و تقریر کے علاوہ صرف فعل ہی سے بیان احکام فرمائیں خصوصاً جبکہ ایسا کرنا تفویت واجب کا باعث ہو، جس سے نبی کی ذات منزہ ہے باوجودیکہ سوجانا رسول کا فعل نہیں جو حجت ہو تو یہ خدا کا فعل ہے۔

مذکورۂ بالا روایت کو جھٹلانے کیلئے ابو ہریرہ ہی کی یہ روایت کافی ہے "رسالتمآب نے فرمایا جب ہم میں سے کوئی سو جاتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں باندھ دیتا ہے یہ کہتے ہوئے کہ رات لمبی ہے خوب اچھی طرح سو! اگر وہ بیدار ہو کر ذکر خدا میں مشغول ہو گیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری، اور جب نماز پڑھ لیتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور نہایت نشاط و فرح کے عالم میں صبح کرتا ہے ورنہ کسل مند اور خبیث النفس رہتا ہے"۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ "رسول خدا کی خدمت میں ایک شخص کا ذکر ہوا جس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ سوتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی

www.kitabmart.in

اور اس نے نماز نہ پڑھی تو آپ نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں موت دیا ہے"

کیا اب بھی ہم یہ کہنے کی جرات کرتے ہیں کہ رسالتمآب نے نماز صبح نہیں پڑھی اور سوتے رہے حالانکہ آپ نے ایسے شخص کو خبیث النفس کہا ہے اور اس کے متعلق فرمایا ہے کہ شیطان نے اس کے کان میں موت دیا نہیں! ہرگز نہیں!!

انصاف یہ ہے کہ ابوہریرہ اور اس کے امثال دیگر روایت صحفوں نے رسالتمآب کی زبانی بہت سی احادیث گڑھی ہیں اسلام کے لیے اس کے دشمنوں سے بھی زیادہ مضر ثابت ہوے کیونکہ انھوں نے دین کے پردے میں مسلمانوں کے دماغوں میں نہایت مہلک زہر چھڑک دیئے، ابوہریرہ کا فن وضع حدیث میں ایسا بلند پایہ تھا جو لوگوں کی نگاہیں ان کی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا احادیث کے گڑھنے میں ابوہریرہ کے اس دعوے نے بھی بہت مدد کی کہ وہ رسول خدا کے ساتھ بہت رہا ہے، اور سب کو چھوڑ کر انہیں کا ہو رہا تھا، سادہ مزاج لوگ اس کی باتوں سے اس لئے دھوکا کھا گئے کہ وہ صحابی ہے، اور ان کی نظر میں ہر صحابی ملک مقرب اور نبی کی چھوٹی تصویر ہوتا ہے

www.kitabmart.in

اہلسنت نبی پر سہو کو جائز قرار دیتے ہیں

مسلم ص ۲۱۵ جلد ا میں روایت کرتے ہیں کہ سفیان غلام ابن ابی احمد سے منقول ہے کہ اس نے ابو ہریرہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسالتمآب نے ہم لوگوں کے ساتھ نماز عصر پڑھی اور دو رکعتوں کے بعد سلام پڑھ کے نماز ختم کردی۔ ذوالیدین نے کھڑے ہو کر پوچھا یارسول اللہ آپ نے نماز میں قصر فرمایا، یا دو رکعتیں بھول گئے آپ نے جواب میں فرمایا "یہ سب نہ تھا" ذوالیدین بولے یارسول اللہ کچھ تو ضرور تھا، رسالتمآب لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا، کیا ذوالیدین سچ کہہ رہے ہیں سب نے کہا ہاں یارسول اللہ جس کے بعد آپ نے جو کچھ نماز باقی رہ گئی تھی اس کو تمام کیا اور سلام پڑھنے کے بعد ہی دو سجدے فرمائے عمر دبن حصین نے بھی اسی طرح سے روایت کی ہے صرف اس کے آخر میں اتنا اور زائد کیا ہے کہ رسالتمآب اپنی ردا کھینچتے ہوئے غضبناک ہو کر نکلے اور لوگوں کے پاس پہونچ کر پوچھا کیا یہ سچ کہہ رہا ہے، سب نے کہا جی ہاں اس پر آپ نے ایک رکعت اور پڑھی پھر سلام پڑھا اور دو سجدے کئے اس کے بعد پھر سلام پڑھا۔

اگر ان دونوں روایات میں غور کیا جائے تو نبی پر سہو ناجائز ہونے سے قطع نظر کر کے بھی ان روایات کا جھوٹ ہونا ثابت ہو جائیگا

www.kitabmart.in

کیونکہ جب ذوالیدین نے آپ سے عرض کیا کہ کیا آپ نے نماز قصر فرمائی یا بھول گئے تو آپ نے دونوں احتمالوں کی نفی یوں فرمائی کہ کل ذلك لم یکن "یہ سب نہ تھا" بیشک آپ کا یہ فرمانا بغیر سوچے سمجھے اور معاذاللہ جہل اور فضول نہ تھا اور آپ کا کلام دوسرے انسانوں کی طرح محتمل صدق وکذب نہیں جس پر آیت "وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ" بصراحت دلالت کرتی ہے آپ کا غضبناک ہوکر نکلنا بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی طرف ذوالیدین نے جو سہو کی نسبت دی تھی اس پر آپ برہم تھے اور اگر یہ نسبت آپ کی مقدس شخصیت کے منافی نہ تھی تو آپ کا غضب بے محل ہے چنانچہ آپ کا غضبناک ہونا اور ذوالیدین کے قول کی رد کرنا اس امر کی دلیل قوی ہے کہ آپ سہو نہیں کرسکتے۔ اور پھر اس انکار کے بعد رسالتمآب کا دوبارہ نماز کو مکمل کرکے سجدۂ سہو کرنا معقول نہیں ہوسکتا اس لئے کہ آپ نے پہلے ہی نفی فرمادی تھی کہ میں نے سہو نہیں کیا۔ حاضرین سے اس کا دریافت کرنا بھی سمجھ میں نہیں آتا ہاں یہ اس وقت متصور ہوسکتا ہے جب یہ تسلیم کریں کہ نماز میں حاضرین کے قلوب زیادہ حاضر تھے اور ان کی نماز آپ سے زیادہ اکمل تھی اور آپ کی بہ نسبت وہ بہت زیادہ متوجہ تھے، لیکن یہ اعتقاد کفر کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے

www.kitabmart.in

جس سے ان کے عقائد کا فساد ضرور واضح ہو جائے گا

حضرات اہلسنت کے خرافات میں یہ بعض امور تھے جن کو میں نے پیش کیا خوف تطویل کی وجہ سے دیگر خرافات سے اعراض کیا جاتا ہے ورنہ اسی قسم کی بہت سی احادیث ہدیہ ناظرین کی جا سکتی ہیں مذکورہ بالا واقعات سے اہلسنت کے اصول و عقائد کی حالت معلوم ہوئی، فروع فقہ میں بھی ان کی یہی حالت ہے اور ان کے اغلب احکام قیاس سے مستنبط ہیں جو نہ کتاب خدا کی طرف مستند ہے نہ سنت رسول کی جانب

اہلسنت میں سب سے زیادہ قیاس کرنے کا شوق ابو حنیفہ کو تھا جب ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تھا تو یہ قبل ازیں کہ قرآن و احادیث میں اس کی دلیل پر غور کریں فوراً جواب دے دیا کرتے تھے جس کی وجہ سے یہ سہام ملامت کا نشانہ بن گئے (خطیب بغدادی کو اپنی تاریخ میں ایک مستقل باب ان کے مطاعن میں تحریر کرنا پڑا اور اہل سنت کے فحول علماء نے ان کی تکفیر کا فتوی دیدیا)

ابن شرمہ بیان کرتے ہیں۔

" ایک دفعہ میں اور ابو حنیفہ امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یہ عراق کے مرد فقیہ ہیں امام نے فرمایا شاید یہ وہی ہیں جو اپنی رائے سے قیاس کرتے ہیں کیا یہ نعمان بن ثابت ہیں (ابن شرمہ کہتے ہیں مجھے ان کا نام اسی دن معلوم ہوا)

www.kitabmart.in

ابو حنیفہ نے کہا جی ہاں میں ہی ہوں، امام نے فرمایا خدا سے ڈرو اور دین میں اپنی رائے سے قیاس نہ کرو کیونکہ پہلا قیاس کرنے والا ابلیس ہے کہ اس نے کہا کہ میں آدم سے بہتر ہوں، اور اس میں خطا کی اور گمراہ ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا کہ کیا اپنے سر کو جسم پر قیاس کر سکتے ہو ابو حنیفہ نے کہا نہیں پھر آپ نے ابو حنیفہ سے چند سوالات کیے جو خلقت انسان سے تعلق رکھتے تھے لیکن ابو حنیفہ اس کے جواب نہ دے سکے امام نے جوابات دے کر ان کو سمجھایا۔ اس کے بعد آپ نے دریافت کیا کہ بتاؤ خدا کے نزدیک ناحق قتل نفس میں گناہ زیادہ ہے یا زنا میں ابو حنیفہ نے کہا کہ قتل نفس میں۔ امام نے فرمایا خدا نے قتل نفس میں دو گواہ قبول کیے اور زنا میں چار گواہ سے کم مقبول نہیں تم یہاں پر کیونکر قیاس آرائی کر سکتے ہو، پھر آپ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک نماز عظیم تر ہے یا روزہ ابو حنیفہ نے عرض کیا نماز آپ نے ارشاد فرمایا تو حائض روزہ کی کیوں قضا کرتی ہے نماز کی قضا کیوں نہیں کرتی۔ اے بندۂ خدا خدا سے ڈر اور دین میں اپنی رائے سے قیاس نہ کر ہم اور ہمارے مخالفین کل خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے ہم تو یہ عرض کریں گے کہ خدا نے فرمایا تھا اسکے رسول نے یہ حکم دیا تھا۔ تم اور تمہارے اصحاب کہیں گے کہ ہم نے یہ سنا تھا اور ہماری یہ رائے تھی بس خدا ہمارے اور تمہارے ساتھ جو چاہے گا کرے گا۔ سابق الذکر دونوں مسئلوں کا جواب یہ ہے کہ زنا میں چار شاہد صرف پردہ پوشی کی بنا پر رکھے گئے ہیں اور حائض پر نماز کی قضا صرف مشقت کے دفع کرنے کے لئے نہیں واجب کی گئی کیونکہ

www.kitabmart.in

نماز شب دروز میں پانچ مرتبہ ہے بخلاف روزہ کیونکہ وہ سال میں ایک ماہ ہے واللہ اعلم (حیوٰۃ الحیوان جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

دیکھو امام علیہ السلام نے جو اہلبیت کی ایک فرد ہیں (اور گھر والے گھر کی بات کو خوب جانتے ہیں) ابو حنیفہ کو کس شدت کے ساتھ قیاس سے روکا ہے اور اس کی خطا بیان کی ہے جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قیاس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔

بخاری کی بعض روایات سے امام علیہ السلام کے قول کی تائید ہوتی ہے چنانچہ وہ ابن عمر سے روایت کرتا ہے کہ انھوں نے رسالتمآب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "خدا لوگوں کو علم عطا کرنے کے بعد ان سے چھین نہیں لیتا لیکن جب علما اپنے علم کو روک لیتے ہیں تو اس وقت ان سے علم لے لیتا ہے جس کے بعد جاہل رہ جاتے ہیں جو اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہیں اور خود گمراہ ہو کر دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اسی طرح بخاری (اسی کے بعد اس باب میں جس میں ان سوالات کے بارے میں ذکر کیا ہے جو رسالتمآب سے دریافت کئے جاتے تھے اور اسکے بارے میں وحی نہیں ہوتی تھی) روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب فرمایا کرتے تھے کہ مجھے نہیں معلوم یا جواب نہ دیتے تھے جبتک کہ وحی نہ نازل ہوتی تھی اور کبھی اپنی رائے یا قیاس سے جواب نہ دیتے تھے۔ ابن مسعود کہتے ہیں آپ سے روح کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے سکوت اختیار فرمایا یہاں تک کہ آیت نازل ہوئی جب نبی نبی ہو کر سوالات کا جواب بغیر وحی نازل ہوئے نہیں دیتے تھے تو

www.kitabmart.in

ابوحنیفہ اور ان کی امثال کو جو جائز الخطاء ہیں۔ کیونکہ جائز ہو گیا کہ اپنی رائے
سے فتویٰ دے دیں اور بغیر کسی کتاب و سنت رسول کی طرح رجوع کئے ہوئے اپنی
عقل سے قیاس آرائی کریں۔ ابن عمر کی روایت کے دیکھنے کے بعد اہلسنت کی
ابحاث فقہیہ کی قیمت اچھی طرح معلوم ہو جاتی ہے کیونکہ رسالتمآب نے اپنی رائے
سے فتویٰ دینے والے کو گمراہ اور گمراہ کن فرمایا ہے اور قیاس آرائی کر کے فتویٰ دینا
اہلسنت کا خاص جوہر ہے۔

ہم ناظرین کرام کے لئے ابوحنیفہ کی نماز کا نقشہ پیش کرتے ہیں جس سے
یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ لوگ احکام خدا کے ساتھ کتنا کھیلتے ہیں چنانچہ صاحب
کتاب حیوان الحیوٰۃ ابن خلکان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ سلطان محمود کے
بارے میں بیان کرتا ہے کہ "وہ حنفی المذہب اور علم حدیث کا بہت دلدادہ
تھا احادیث کے معنی دریافت کرتا تھا تو اکثر کو مذہب امام شافعی کے موافق
پاتا تھا ایک روز شافعی و حنفی دونوں مذہب کے علماء کو جمع کیا اور ان سے
کہا کہ ایک مذہب کو دوسرے پر ترجیح دیں ان سب نے اس پر اتفاق کیا
کہ سلطان محمود کے سامنے دو رکعتیں امام شافعی کے مذہب کے مطابق پڑھی
جائیں اور دو رکعتیں ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق بادشاہ ان کو دیکھ کر جسے
اچھا سمجھیں اختیار کریں چنانچہ قفال مروزی نے طہارت کاملہ شرائط معتبرہ
لباس و استقبال قبلہ و ارکان و ہیأت و سنن و آداب و ابعاض کے ساتھ
دو رکعتیں پڑھیں جس کے علاوہ شافعی اور کسی نماز کو جائز نہ سمجھتا تھا۔ پھر دو رکعتیں

www.kitabmart.in

ابو حنیفہ کے فتوے کے مطابق اس طرح پڑھیں کہ پہلے کتے کی کھال پہنی اور اس کے بعض حصے کو نجاست سے آلودہ کیا، خرمے کی شراب سے بغیر نیت کے الٹا وضو کیا شدت کی گرمی تھی اس پر کچھ مچھر اور مکھیاں بھی جمع ہوگئیں پھر استقبال قبلہ کرکے فارسی میں تکبیرۃ الاحرام کہی پھر مدہامتان کا ترجمہ دو برگ سبز بجائے سورہ پڑھا اور سجدہ میں بغیر فاصلہ کے مرغ کی طرح دو ٹھونگیں ماریں۔ نہ طمانیت کی نہ تشہد پڑھا آخری رکعت میں عمداً ریاح بھی صادر کیا اور بغیر سلام کے نیت کے نماز ختم کردی اس کے بعد کہنے لگا بادشاہ ملاحظہ فرمائیں یہ ابوحنیفہ کی نماز ہے۔ بادشاہ نے کہا اے قفال اگر یہ ابوحنیفہ کی نماز نہ ہوئی تو میں تجھے قتل کرڈالوں گا اس لئے کہ ایسی نماز کوئی دیندار جائز نہیں قرار دے سکتا ہیں باور نہیں کرسکتا کہ یہ ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہو، قفال نے ابوحنیفہ کی کتابیں منگوانے کو عرض کیا۔ بادشاہ نے کتابیں لائے جانے کا حکم دیا اور ایک نصرانی کو مامور کیا کہ فریقین کی کتابیں پڑھے چنانچہ اس نے جو نماز قفال نے پڑھی تھی ابوحنیفہ کے نزدیک جائز پائی یہ معلوم کرکے بادشاہ نے مذہب ابوحنیفہ کو چھوڑ کر شافعی کا مذہب اختیار کرلیا۔"

اس نماز کے متعلق ناظرین بھی سلطان محمود کے ہم آواز ہوں گے کہ وہ کسی دیندار کے نزدیک جائز نہیں ہوسکتی اس لئے کہ اس نماز کا ہر ہر جزء عقل سلیم، احادیث صریحہ ونصوص مرویہ اور اجماع امت کے بالکل خلاف

www.kitabmart.in

ہے۔ ابو حنیفہ کا ایک عجیب فتوی یہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ اگر نماز میں بے اختیار ریاح صادر ہوجائے تو باطل ہوجاتی ہے اور اگر جان کر ریاح صادر کرے تو نماز درست رہتی ہے۔

یہ نماز قیاس کے بھی مطابق نہیں کیونکہ شریعت اسلام میں ایسے احکام نہیں جن پر قیاس کیا جاسکے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو حنیفہ احکام شرعیہ میں تمام قیود سے آزاد تھے یہانتک کہ قیاس بھی ترک فرما دیتے تھے جس کے بہت دلدادہ تھے اور شاید اسی تساہل نے ان کے مذہب کو اقطاع عالم میں اچھا خاصہ رواج دے دیا کیونکہ انسانی طبعیتیں فطرتاً آزادی پسند ہیں وہ کسی قسم کی قید ذرا مشکل سے گوارہ کرتی ہیں خصوصاً وہ وہ آزادی جو دین کی آڑ میں ہو۔

اس کے علاوہ ابوحنیفہ کے اور بہت سے عجیب و غریب فتاویٰ ہیں جن کو ہم مشہور ہونے کی وجہ سے ترک کرتے ہیں۔ ابوحنیفہ کی طرح دیگر ائمہ اہلسنت نے بھی متعدد ایسے فتوے دیئے ہیں جو اسلام کی تعلیم سے بالکل خلاف ہیں حضرات اہلسنت کے خدا انبیاء و رسل اور احکام شرعیہ کے متعلق مذکورہ عقائد معلوم ہونے کے بعد کیا اس کا امکان باقی رہ جاتا ہے کہ ان کے مذہب کو مذہب جعفری کے مقابلہ میں لایا جائے جو خدا کو تجسیم و افتقار سے منزہ انبیاء کو معصوم جانتا ہے جس کے تمام تر نظریات ان اہلبیت عصمت و طہارت سے ماخوذ ہیں جن کو خدا نے ہر برائی سے دور

www.kitabmart.in

رکھ کر مطہر قرار دیا ہے۔ سنیوں کے مذاہب اربعہ ایسی تاریک راہ پر گامزن ہیں جو ان کے لئے معرفت الٰہیہ و احکام شرعیہ تک پہنچنے میں سنگ راہ ہیں۔

شیعہ نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ صراط مستقیم پر راہ رو ہیں کیونکہ انھوں نے محبت اہلبیت کا دودھ پیا ہے اور انہیں کی تعلیمات میں آنکھ کھولی ہے اور سوائے ان کے راستہ کے اور کسی راہ پر نہیں چلیں گے وہ فرقہ جو اہلبیت کے دامن عصمت سے متمسک ہے انہیں کے ساتھ محشور ہوگا جن کو وہ دوست رکھتا ہے۔ شیعہ محبت اہلبیت کے بادے سے مخمور ہیں۔

www.kitabmart.in

لفظ شیعہ لغۃً لفظ شیعہ سے کبھی تو فرقہ مراد لیا جاتا ہے اور کبھی اس قوم وگروہ کو مراد لیتے ہیں جو ایک امر پر متفق الرائے ہو کر متحد ہو جائے۔

چنانچہ لفظ شیعہ کسی فرقہ سے مخصوص نہیں بلکہ ہر اس گروہ کو شامل ہے جو کسی امر میں متفق الکلمہ ہو جائے لیکن اصطلاحاً یہ لفظ عموم سے خارج ہو کر ان لوگوں پر غالب ہو گئی جو اہلبیت طاہرین سے متمسک ہوں، اور اسی جماعت کا خاص لقب ہو گئی جس سے وہ دوسری جماعتوں سے ممتاز ہوتی ہے صاحب کتاب لسان العرب کہتے ہیں کہ

"والشیعۃ القوم الذین یجتمعون علی الامر وکل قوم امرھم واحد یتبع بعضھم رای بعض فھم شیعۃ" وقال نقل عن

شیعہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو ایک امر پر مجتمع ہو جائیں، اور ہر قوم جو ایک امر پر مجتمع ہو جائے شیعہ ہے اور ہر وہ قوم جس میں ایکا ہو اور ان میں ایک دوسرے کی رائے کا

www.kitabmart.in

الازھری والشیعۃ اتباع
الرجل وانصارہ وجمعھا
شیع واشیاع جمع الجمع و
یقال شایعہ کما یقال
والاہ من الولی (وقال)
واصل الشیعۃ الفرقۃ
من الناس ویقع علی الواحد
والاثنین والجمع والمذکر
والمونث بلفظ واحد و
معنی واحد وقد غلب
ھذا الاسم علی من یتولی
علیا واھل بیتہ رضوان
اللہ علیھم اجمعین صار لھم
اسما خاصا فاذا قیل فلان
من الشیعۃ عرف انہ
منھم واصل ذلک من
المشایعۃ ، وھی المتابعۃ
والمطاوعۃ ۔"

اتباع کرتا ہو وہ شیعہ ہیں اور ازہری
سے یوں نقل کیا ہے کہ شیعہ کسی شخص
کے پیرو اور مددگاروں کو کہتے ہیں
اس کی جمع شیع اور جمع الجمع اشیاع
ہے کہا جاتا ہے کہ شایعہ جس طرح
کہتے ہیں والاہ من الولی یعنی اس کو
دوست رکھا ، اور اصل شیعہ بمعنی
جماعت ہے جو واحد تثنیہ جمع مذکر
مونث ہر ایک میں ایک ہی لفظ اور
ایک ہی معنی میں مستعمل ہے لیکن یہ
لفظ اس جماعت پر غالب ہو گئی
جو علی کا اور ان کے اہلبیت رضوان اللہ
علیہم کو دوست رکھتی ہو، یہاں تک
کہ لفظ ان کا خاص نام ہو گئی چنانچہ
جب کہا جاتا ہے فلاں منجملہ شیعہ
ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ مذکورہ
جماعت کی فرد ہے اور اس کی اصل
شایعہ سے ہے جس کے معنی

www.kitabmart.in

متابعت و سطاعت کے ہیں۔

شیعوں کی ابتدا

ہم اس کے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ تشیع وفات رسالتماب کے بعد تھا کیونکہ یہ بہت واضح امر ہے اور تاریخ کی جس کتاب پر دل چاہے ایک سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ احمد امین کتاب فجر الاسلام میں کہتا ہے۔

"شیعوں کا پہلا تخم وہ جماعت تھی جو نبی کی وفات کے بعد یہ خیال کرتی تھی کہ اہلبیت سب سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں اور اہل بیت میں سب سے اولیٰ عباس عم نبی اور علیؑ ابن عم رسول ہیں اور علی عباس سے اولیٰ ہیں جیسا کہ سابق میں ہم بیان کر چکے ہیں عباس نے خود علی سے خلافت کے بارہ میں نزاع نہیں کی بلکہ صرف اولیٰ بالمیراث ہونے میں فدک کے بارہ میں نزاع کی تھی۔" (فجر الاسلام ص ۳۱۷)

اور محمد عبد اللہ عنان تاریخ الجمعیات السریہ والحرکات الفکریہ میں رقمطراز ہے۔

"شیعہ عرف کلام میں علیؑ اور ان کی اولاد کے اتباع ہیں اور ان کو شیعہ اہلبیت کہا جاتا ہے اور یہ کہنا غلطی ہے کہ شیعہ پہلی مرتبہ خوارج کے اختلاف کے وقت ظاہر ہوئے اور ان کو شیعہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اس وقت علی کے طرفدار رہے، بلکہ شیعہ علی وفات رسول ہی کے زمانہ سے ظاہر ہو گئے تھے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور دو سو فعہ اور فرصت کے متلاشی و منتظر تھے

www.kitabmart.in

یہاں تک کہ خلافت علی کو مل گئی"۔ (صلے ۲۶)

لیکن اگر تعصب کی عینک اتار کر اچھی طرح تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ شیعہ کی تکوین رسالتمآب کی حیات ہی میں آپ ہی کے سامنے ہو گئی تھی اور اس کا یقین ہو جائے گا کہ پہلا تخم شیعت وہ جماعت نہ تھی جس نے بعد وفات رسول اہلبیت کو حقدار خلافت سمجھا تھا جیسا کہ احمد امین کا خیال ہے، بلکہ اس جماعت کے تخم ریز خود حضور سرور کائنات تھے اور آپ ہی نے اپنے دست مبارک سے اس تخم کو بو کر بنفس نفیس اس کی آبیاری فرمائی اور آپ ہی کی حیات مبارکہ میں شجرہ شیعت سرسبز و شاداب اور بار آور ہو گیا تھا، ابو حاتم رازی کتاب الزینۃ میں تحریر کرتے ہیں۔

ان اول اسم ظھر فی الاسلام علی عھد رسول اللہ ھو الشیعۃ وکان ھذا لقب اربعۃ من الصحابۃ وھم ابوذر وسلمان الفارسی والمقداد بن الاسود وعمار بن یاسر الی ان آن اوان الصفین فاشتھر

پہلا نام جو اسلام میں زمانہ رسالتمآب میں ظاہر ہوا وہ شیعہ ہے اور یہ صحابہ میں سے چار اشخاص ابوذر، سلمان فارسی، مقداد ابن اسود، اور عمار یاسر کا لقب تھا یہاں تک کہ جنگ صفین کا وقت آیا اس وقت یہ نام دوستداران علی میں مشہور ہو گیا اور پیروان نعاویہ سنی کے

www.kitabmart.in

بین الموالی علی و شیعتہ   نام سے مشہور ہوئے۔
من اتباع معاویہ بالسنیّ

اس سے معلوم ہوا کہ نور تشیع بھی اسی وقت پھیل گیا تھا جب جزیرہ نمائے عرب میں نور اسلام ضوافگن تھا اور اکابر صحابہ نے اس کا اسی زمانہ میں اقرار کر لیا تھا جبکہ وہ توحید کے معتقد ہو کے رسالت کا اقرار کر رہے تھے

یہ امر اس وقت خوب واضح ہو جائے گا جب سنو گے کہ ابو ذر جو رابع المسلمین تھے پے در پے اس مذہب کے پھیلانے کی کوشش کیا کرتے تھے، اور جب سے دین اسلام اختیار کیا تھا اسی وقت سے اس کی تعلیمات کے نشر میں سعی کرنا شروع کر دی تھی اور ایسا ہی سلمانؓ عمارؓ مقدادؓ ہر ایک نے کیا۔

رسالتمآب سے بہت سی ایسی روایات منقول ہیں جن میں لفظ شیعہ کی تصریح ہے جو اس بات کی دلیل ہیں کہ شیعوں کی قدامت ایک ایسا تاریخی مسئلہ ہے جس کی عقل و نقل دونوں تائید کرتے ہیں ابن حجر صواعق محرقہ ص ۹۲ میں لکھتا ہے کہ

"امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میرے خلیل (رسالتمآبؐ) نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ عنقریب خدا کی بارگاہ میں خوش و مسرور حاضر ہوں گے اور تمہارے دشمن غضبناک اور سرنگوں۔"

نیز ص ۹۲ میں کہتا ہے کہ

احمد نے مناقب میں روایت کی ہے کہ رسول خدا نے علی سے فرمایا کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم جنت میں میرے ساتھ داخل ہو گے اور حسن و حسین اور ہماری ذریت ہمارے پیچھے پیچھے اور ہماری بیبیاں ہماری ذریت کے پیچھے ہوں گی

www.kitabmart.in

اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے اور بائیں ہوں گے۔"

اور اسی صفحہ پر روایت کی ہے کہ

"طبرانی سے مروی ہے کہ رسول خدا نے علی سے فرمایا ہے کہ ان چار گروہوں میں جو پہلے جنت میں داخل ہوگا سب سے پہلے میں اور تم اور حسنین ہوں گے اور ہمارے پیچھے پیچھے ہماری ذریت اور ان کے پیچھے ہماری ازواج ہوں گی اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے اور بائیں جانب ہوں گے۔"

صواعق محرقہ صفحہ ۹۶ میں یہ بھی مروی ہے کہ

"اے علی خدا نے تم کو اور تمہاری ذریت، اولاد، اہل، شیعہ اور شیعوں کے دوستوں سب کو بخش دیا بشارت حاصل کرو تم انزع بطین ہو۔"

اسی طرح کی روایات صواعق میں بکثرت مذکور ہیں جس کا دل چاہے وہ مراجعہ کرے ان سب کی روایت ابن حجر نے کی ہے حالانکہ وہ اپنے زمانہ میں سرگروہ متعصبین تھا اور امیر المومنین پر دانت پیسا کرتا تھا اس نے اپنی کتاب صواعق کو صرف شیعوں کی منزلت پست کرنے اور ان کے معتقدات کو مٹانے کیلئے تالیف کیا ہے ان امور کے بعد ناظر منصف کے قلب میں ان احادیث کی صحت میں شک کا گذر نہیں ہو سکتا جبکہ ابن حجر ایسے متعصب نے ان کو صحیح مانا ہے

درحقیقت احادیث مذکورہ صرف شیعوں کی اسبقیت ہی پر دلالت نہیں کرتی ہیں بلکہ رسالتمآب کی نظروں میں جو اس فرقہ کی بلند منزلت تھی اسکو بھی بدرجہ اتم واضح کرتی ہیں چنانچہ آپ اہلبیت کا ذکر نہیں فرماتے مگر یہ کہ انھیں کے ساتھ ساتھ شیعوں کا بھی ذکر کرتے ہیں اور انکو جنت کی بشارت نہیں دیتے مگر یہ کہ یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ انکے شیعہ بھی انھیں کی خدمت میں ہونگے اور یہ شیعوں کا ایسا طرہ امتیاز و تمغہ افتخار ہے جس کی صاحبان انصاف ہی قدر کرسکتے ہیں اور ایسی بلند منزلت ہے جس کا اہل دل اقرار کریں گے

www.kitabmart.in

شیعہ اثنا عشری

سابق کے بیان سے معلوم ہو چکا کہ لفظ شیعہ شایعہ سے ماخوذ ہے اور کسی شخص کے شیعہ اس کے احباب اور پیروؤں کو کہا جاتا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم کو تم کو کسی شخص کے گروہ اور متبعین میں اس وقت تک نہیں شمار کر سکتا جب تک تم اس کے اوامر کو بجا نہ لاتے ہو اور نواہی سے بچتے نہ ہو اور جب تک تم کسی کی راہ پر نہ چلو اس وقت تک تم اس کے متبع نہیں کئے جا سکتے اس سے یہ معلوم ہوا کہ لفظ شیعہ ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو اہلبیت اطہار علیہم السلام کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیں اور ان کے انوار سے روشنی حاصل کریں ہم شیعوں کے تمام اصناف میں شیعہ اثنا عشریہ کے سوا اور کسی جماعت کو ایسا نہیں پاتے جو اہلبیت کے نقش قدم پر چلی ہو کیونکہ یہی فرقہ اصول فروع اور جملہ تعلیمات میں انکی طرف رجوع کرتا ہے اور بحمد اللہ اس فرقہ کے افراد تمام عالم میں پھیلے ہوئے ہیں جس میں سر برآوردہ بادشاہ امرا علما اعلام ادبا کتاب شعرا بکثرت گذرے اور اب بھی پائے جاتے ہیں اور جو عالم تصنیف و تالیف میں تمام قوموں سے گوئے سبقت لے گئے اور تمام فنون اسلام میں انھوں نے ایسی حیرت انگیز ترقی کی جس کے سامنے دنیا کی

۱؎ اس موضوع پر تفصیلی اطلاع حاصل کرنے کے لئے کتاب الشیعہ و فنون الاسلام مصنفہ علامہ سید حسن صدر دام ظلہٗ (افسوس کہ اب موصوف دار دنیا سے انتقال فرما چکے

www.kitabmart.in

ہر قوم سرِ تسلیم خم کیے نظر آتی ہے ہم نے یہ تالیف صرف اسی فرقہ کی شخصیت ظاہر کرنے اور دشمنوں نے جو بے سر دپا اعتراضات اس پر عائد کئے ہیں ان کے دفع کرنے کے لئے کی ہے۔

(۱) شیعہ میں بہت سے ایسے گروہ زبردستی داخل ہو گئے ہیں جن سے نہ تو شیعوں کو رہا لگاؤ ہے اور نہ ان کو شیعوں سے بلکہ وہ فرقہ دائرہ اسلام سے بھی خارج ہیں ہم .... ان کے نظریات و معتقدات کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہیں، چنانچہ فرقہ کے سائیہ بھی فرقہ شیعہ میں داخل سمجھا جاتا ہے جس کے متعلق ابوالفتح شہرستانی جو اکابر علمائے اہلسنت میں سے ہے تحریر کرتے ہیں کہ اس فرقہ کا اعتقاد ہے کہ دین ایک مرد کی اطاعت کا نام ہے اور ہر لوگ اس کی اطاعت تک پہونچنے میں قضایا ے شرعیہ کو ترک کر بیٹھے اور قیامت کے بارے میں کمزور اعتقاد رکھتے ہیں آواگون (تناسخ) اور حلول کے قائل ہیں یہاں تک کہ ان میں ایک فرقہ کے رئیس عبداللہ بن معاویہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ روح خدا تناسخ کے ذریعہ اس تک پہونچی ہے اور اس میں حلول کر گئی ہے اور وہ خدائی اور نبوت دونوں کا دعویٰ کرتا تھا اور یہ بھی کہا کہ میں عالم الغیب ہوں چنانچہ اس کے گروہ نے اس کی عبادت بھی کی، اور ان میں کا ایک فرقہ جس کا نام بیانیہ ہے علیؑ کی خدائی کا قائل ہے

(بقیہ صف) اور ہمیں وام ظلہ کے بجائے طاب ثراہ لکھنا چاہیئے) کا مطالعہ کرنا چاہیئے جس کا ترجمہ مختلف لغات میں ہو چکا ہے۔

www.kitabmart.in

اور اس کا ادعا کرتا ہے کہ علیؑ میں خدا کے ایک جزو نے حلول کیا اور ان کے جسم سے متحد ہوگیا ہے۔"

"فرقہ خطابیہ کہتا ہے کہ ائمہ دراصل انبیا تھے پھر اس کا قائل ہوگیا کہ نہیں بلکہ سب خدا تھے امام جعفر علیہ السلام کو جب اس کے فاسد اعتقادات پر اطلاع ہوئی تو آپ نے اس سے برأت کا اظہار کیا اور اپنے اصحاب کو بھی اس سے باخبر کردیا۔"

صاحب عقد فرید ص ۳۵۰ جلد اول بیان کرتے ہیں کہ "سبئیہ علیؑ کے بارہ میں وہی کہتے ہیں جو نصاریٰ مسیح کے متعلق کہتے ہیں اور علیؑ نے ایسے لوگوں کو آگ میں جلایا تھا۔

ان فرق کے علاوہ اور بہت سے گمراہ فرقے ہیں جو شیعوں میں داخل ہو کر ان کے لقب سے ملقب ہوگئے۔ کیا یہ معلوم کرنے کے بعد کہ یہ فرقے دین اسلام کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہیں اور مذہب جعفری کے مباین ہیں یہ جائز ہے کہ ان کو شیعوں میں شمار کیا جائے باوجودیکہ زعمائے مذہب شیعہ ان سے اپنی برأت کا اظہار اور ان پر لعن میں مبالغہ کرتے ہیں اور لوگوں کو ان کے اتباع اور ان کی رائے پر عمل کرنے سے منع کر چکے ہیں نہیں ہرگز نہیں ان کو شیعوں میں نہیں شمار کیا جا سکتا بلکہ ان گمراہ فرقوں کو شیعوں میں داخل سمجھنا ان پر صریح ظلم ہے اور بحث کرنے والے کے لئے شرم کی بات ہے کہ وہ اپنے قلم کو ایسی نسبت سے آلودہ کرے جس کی وجہ سے تاریخ کا چہرہ سیاہ اور جبین انسانیت پر ندامت کا پسینہ آجائے ہم برادر ان فرقوں پر یہ شعر منطبق ہوتا ہے۔

www.kitabmart.in

نضیعم عنا ولسنا منھم ولا ھم منا ولا نرضا بھم

ہم اپنے سے ان کی نفی کرتے ہیں اور نہ ہم ان میں سے ہیں اور نہ وہ ہم میں سے اور نہ ہم ان سے خوشنود ہیں۔

نہایت تعجب کی بات ہے کہ جن بحث کرنے والوں نے فرقوں اور قوموں کا ذکر کیا ہے انھوں نے مذکورہ فرقوں اور ان کے امثال کو شیعوں میں شمار کیا ہے باوجودیکہ وہ دین اسلام ہی سے خارج ہیں گویا ان بحث کرنے والوں نے عملی اتحاد اور قولی اتباع پر نظر نہیں کی بلکہ صرف ایک عام معنی یعنی محبت علی پر اکتفا کی جو گویا سب کو شامل ہے۔

حالانکہ یہ نہایت کھلی ہوئی غلطی اور ناقابل عفو لغزش ہے کیونکہ اگر صرف برائے نام حب علی تشیعت کے لئے کافی ہے تو سنی بھائی زیادہ حقدار ہیں ان کو شیعوں میں شمار کیا جائے کیونکہ غیر مسلم سے مسلم کو شیعوں میں داخل کرنا اولیٰ ہے

ابوالفتح شہرستانی کا فرقہ کاملیہ کا شیعوں میں داخل کرنا بھی تعجب سے خالی نہیں ہے باوجودیکہ وہ خود اس کے معترف ہیں کہ اس فرقہ کا رئیس ابو کامل تمام صحابہ کو بیعت علی ترک کرنے کی وجہ سے کافر کہتا ہے اور خود امیرالمومنین کو بھی تیر ملامت کا نشانہ بناتا ہے اور ان کو گھر میں بیٹھے رہنے میں معذور نہیں خیال کرتا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ فرقہ شیعوں میں کیونکر محسوب ہو سکتا ہے جبکہ وہ خود امیرالمومنین پر طعن کرنا شیعت کا موجب ہے جس کی وجہ سے شہرستانی کی نظر میں اسم با مسمی میں مطابقت نظر آئی۔

دراصل شہرستانی اور ان کے مانند دوسرے لوگوں کا ان گمراہ فرقوں کو شیعوں میں شمار کرنا صرف فرقہ حقہ شیعہ کی منزلت کو پست کرنے اور اس کو

www.kitabmart.in

ایک ایسی بھیانک صورت میں پیش کرنے کے لئے ہے جس سے لوگوں کے طبائع متنفر ہو جائیں۔

اور در حقیقت وہ فرقے جو تناسخ یا حلول یا اسی طرح دیگر فاسد عقائد کے معتقد ہوں اس قابل ہیں کہ جمع انسانی کبھی ان کو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھے اور ایک منٹ کے لئے بھی انکے معتقدات سے راضی نہ ہو۔

اگر ایک سادہ مزاج اور حقیقت امر سے ناواقف شخص حیات شیعہ کا وہ صفحہ دیکھے جو ابوالفتح شہرستانی نے اپنی اغراض و خواہشات کا اتباع کرتے ہوئے کتاب ملل و نحل میں تحریر کیا ہے تو وہ یقیناً یہ خیال کرے گا کہ قوم شیعہ ان جاہل قوموں میں سے ہے جسے ذائقہ علم کو چکھا تک نہیں اور وہ ان تعلیمات سے بالکل بے خبر ہے جو بانی اسلام محمد بن عبداللہ لائے تھے

عواطف کی پیروی اور اغراض کا اتباع انسان کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اپنے دشمن کی طرف ہر بے بنیاد بات کی نسبت دیدے جبتک کہ یہ اس کی اغراض میں مفید ہوتا رہے، اس طریقہ نے کتنے ہی حقائق کا خون کرکے واقعات کو مٹا کر نیست و نابود کر دیا۔

ایسے بحث کرنے والے کس قدر ملامت کے مستحق ہیں جو اپنی تحریریں دینی تعصب کو حکم بنادیں اور اغراض کا اتباع کرکے حق کو باطل اور باطل کو حق کی صورت میں پیش کریں اور بغیر ادلہ و براہین قائم کئے ایسے بے بنیاد دعوے کریں جس کو کوئی صاحب عقل و شعور قبول کرنے کو تیار نہ ہوا اور جسے ہر منصف مزاج مہمل سمجھ کر پائے حقارت سے ٹھکرانے پر مجبور رہے۔

www.kitabmart.in

واللہ عادی مالم یقیموا علیہا بینات ابناءھا ادعیاء

"ایسے دعوے کرنے والے حرامزادے ہیں جو اپنے دعووں پر روشن دلیلیں نہ قائم کریں"۔

شیعہ کے علاوہ کوئی دوسرا فرقہ نہ مشکل سے نظر آئے گا جس نے آداب وحقوق مناظرہ کی پوری پوری نگاہداشت کی ہو۔ وہ کبھی کسی بات کو منہ سے نہیں نکالتا جب تک اس کی دلیل کو ٹھونک بجا کر دیکھ نہیں لیتا ہے۔ اور اپنے دشمنوں کی طرف کسی امر کو نہیں منسوب کرتا جب تک کہ ان کے مذہب کی خاص کتابوں میں اس کے وجود کا یقین نہیں کر لیتا وہ کسی خاص فرقہ کے معتقدات ونظریات کو دوسرے فرقے کے سر نہیں منڈھتا۔

چنانچہ فرقہ کرامیہ وحشویہ کے بارہ میں شہرستانی ملل ونحل صفحہ ۱۰۳ میں لکھتے ہیں کہ نصاریٰ کی موافقت کر کے الوہیت کے بعض احکام مسیح میں ثابت کرتے ہیں، بایں معنی کہ بروز قیامت مسیح ہی تمام خلق سے حساب لیں گے۔ اور تناسخ کے بھی اس طرح قائل ہیں کہ خداوند عالم نے تمام خلقت کے علاوہ اس عالم کے جہاں وہ بے صحیح وتندرست عاقل وبالغ خلق کیا ہے۔

اور فرقہ مشبہہ جو منجملہ فرق سنیہ ہے اس کے بارے میں صفحہ ۷ میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ لوگ خدا پر ملامسہ ومصافحہ کو جائز سمجھتے ہیں اور با اخلاص مسلمان خدا کا دنیا وآخرت میں مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کا معبود صاحب جسم وگوشت وخون ہے اس کے اعضاء وجوارح مثلاً ہاتھ، پیر، سر، زبان، آنکھیں، کان سب ہیں اس کے گھونگھر والے

www.kitabmart.in

بال ہیں۔ اور اس کے علاوہ بہت سے ایسے صفات ثابت کرتے ہیں جن سے ذات باری منزہ و برتر ہے۔

یہ فرقہ خدا کی صفتیں اس طرح بیان کرتا ہے کہ گویا وہ اس کو اچھی طرح دیکھ چکا ہے اور اس کے تمام حالات پر مطلع ہے چنانچہ کہتا ہے کہ خدا کی آنکھیں طوفان نوح کو یاد کر کے رونے سے آشوب کر آئی تھیں اور ملائکہ نے خدا کی عیادت کی۔ اس فرقہ کے بعض لوگ تو اس حد تک پہونچ گئے کہ وہ یہ کہتے تھے (اعفونی عن الفرج واللحیۃ و اسئلونی عما عدا ذالک) مجھ سے خدا کی شرمگاہ اور ڈاڑھی کے متعلق تو سوال نہ کرو اور جو چاہے پوچھ لو)

فرقہ کرامیہ جو منجملہ فرق سنیہ ہے اس کے متعلق شہرستانی لکھتے ہیں کہ وہ تجسیم کا قائل ہے اور خدا کیلئے انتقال، تحول، نزول سب جائز سمجھتا ہے۔ ان سب باتوں سے شیعہ آگاہ ہیں لیکن وہ ان تمام فرقوں کو علی العموم سنیوں یا معتزلی حضرات میں نہیں شمار کرتے ہیں۔ اور بعض فرقوں کے ان اعتقادات کو تمام سنیوں پر بار نہیں کرتے۔ اور حقیقتاً یہ فضیلت شیعوں کی ان ممیزات سے ہے جو قابل صد شکر یہ ہے کاش شہرستانی نے بھی اپنی کتاب میں یہی مسلک اختیار کیا ہوتا ورنہ کم از کم فرقہ حقہ شیعہ میں تو اپنی طرف سے فاسد و بے بنیاد اعتقادات کا اضافہ نہ کیا ہوتا۔ لیکن نہیں انھیں نے خوب جی کھول کے شیعوں پر بے جا الزامات عائد کئے ہیں۔

www.kitabmart.in

چنانچہ ہشام ابن حکم اور ہشام بن سالم کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ وہ تجسیم کے قائل ہیں اور اول الذکر غالی ہو کر الوہیت علی کے قائل ہو گئے اور ثانی الذکر نے انبیاء پر معصیت کو جائز سمجھا ہے اور زرارہ بن اعین نے علم خدا کے حادث ہونے میں ہشام بن حکم کی موافقت کی ہے اور اس میں اتنا اضافہ اور کر دیا کہ خدا کی قدرت و حیات اور جملہ اوصاف کو حادث مانا ہے اور وہ ان صفات کے خلق ہونے کے قبل نہ عالم تھا نہ قادر نہ حی و سمیع و بصیر تھا نہ مرید و متکلم اور مومن طاق رضوان اللہ علیہ کے متعلق نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس امر میں ہشام کی موافقت کی ہے کہ وہ امور کا اس وقت تک عالم نہیں ہوتا جب تک کہ وہ واقع نہ ہولیں اور نہ وہ تجسیم کے بھی اس لئے قائل ہیں کہ خبر اس مضمون کی وارد ہوئی ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت کی طرح خلق کیا ہے اور تصدیق خبر ضروری ہے اس کے علاوہ اور بہت سے فاسد اقوال ہیں جن کو شہرستانی نے ان اعلام کی طرف منسوب ہے جنھوں نے تمام اخبار اہلبیت عصمت و طہارت سے اخذ کئے ہیں جس کا سلسلہ رسالتمآب، جبرئیل، لوح، و قلم، اور حضرت باری عز اسمہ تک پہونچا ہے۔

لیکن خود شہرستانی ہشام بن حکم پر الزام تجسیم عائد کرتے وقت فی الجملہ حق کی طرف پلٹتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ ہشام بن حکم اصول میں بلند پایہ رکھتے ہیں انہوں نے جو الزامات

www.kitabmart.in

معتزلہ پر عائد کیے ہیں ان سے غافل نہ رہنا چاہیے۔"

جب شہرستانی کی نظر میں ہشام دس بلند پایہ میں تو یہ کیونکر جائز ہوا کہ قطعی طور سے یہ کہہ دیں کہ وہ الوہیت علی کے قائل ہیں جو ہم ہشام کے بدرجہا پست درجہ والے شخص کی طرف بھی نہیں منسوب کر سکتے۔

ہشام بن حکم امام جعفر صادق علیہ السلام کے اکابر صحابہ میں تھے اور فقیہ، جلیل القدر، قوی الحجۃ، صائب الرائے، شدید الایمان کثیر العلم تھے، انہوں نے بہت سے احادیث کی روایت کی ہے اولاً امام جعفر صادقؑ کے صحابی رہے اور اس کے بعد امام موسیٰ کاظم کے عہد میں ان کے صحابہ میں تھے اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے نظر میں ان کی اتنی منزلت تھی جو دوسرے اصحاب کو جو ان سے سن میں بزرگ اور امام کے قدیم خدمت گذار تھے حاصل نہ ہوئی۔

ہم ذیل میں بعض روایات ایسے ذکر کرتے ہیں جس سے ہشام کی عظمت وجلالت کی سچی تصویر ناظرین کے پیش نظر ہو جائے گی۔ مروی ہے کہ یہ اس وقت جبکہ بہت کم سن تھے مقام منیٰ میں خدمت امام جعفر صادق میں حاضر ہوئے اس وقت آپ کی بارگاہ میں شیوخ شیعہ مثلاً حمران، قیس الاحمر، یونس بن یعقوب و ابو جعفر احول وغیرہ حاضر تھے امام نے ہشام کو ان سب پر مقدم فرمایا حالانکہ حاضرین میں

www.kitabmart.in

سب اصحاب ان سے سن میں بزرگ تھے جب حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا ہشام کے ساتھ یہ برتاؤ دوسرے اصحاب پر گراں گذرا ہے تو ارشاد فرمانا شروع کیا "ہشام اپنے دل زبان، ہاتھ سے ہمارے مددگار ہیں۔"

ایک مرتبہ ہشام نے اسمائے باری اور ان کے اشتقاق کو دریافت کیا آپ نے اس کا جواب دے کر ارشاد فرمایا کہ ہشام کیا تم خوب اچھی طرح سمجھ گئے، اور اس سے ہمارے ان دشمنوں کو جو خدا میں الحاد کرتے ہیں دفع کروگے ہشام نے عرض کی "جی ہاں" آپ نے فرمایا خدا تم کو اس سے نفع دے اور ثابت قدم رکھے ہشام کہتے ہیں خدا کی قسم میں مسئلہ توحید میں اب تک کسی سے مجوج نہیں ہوا۔

ہشام کے مراتب دیکھنے کے بعد کیونکر جائز ہے کہ ہم ان کی نسبت ان بے بنیاد الزامات کو قبول کریں جو شہرستانی نے ان پر عائد کئے ہیں۔

نہ معلوم شہرستانی نے کس کتاب کی طرف استناد کر کے ہشام اور دیگر اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف ان امور کی نسبت دی ہے حالانکہ کتب شیعہ میں جو بکثرت اور مشہور ہیں ان کا نشان تک نہیں کیا یہ ممکن ہے کہ شہرستانی ان باتوں پر مطلع ہوں گے جن سے شیعہ غافل ہوں، باوجودیکہ وہ علم رجال میں انتہائے جستجو سے کام لیتے ہیں، ہرگز نہیں ممکن ہو سکتا کہ وہ

www.kitabmart.in

اس کی گھاٹیوں سے خوب واقف ہوتے ہیں اور گھر والے گھر کے بھید خوب جانتے ہیں بغرض محال اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ شہرستانی کو رجال شیعہ کے متعلق تشیعوں سے زیادہ اطلاع حاصل ہے تو یہ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو بھی اپنے اصحاب پر اتنی اطلاع نہ تھی جتنی شہرستانی کو ہے۔

شہرستانی سے ہم خود ہی نقل کر چکے ہیں کہ امام جعفر صادق نے رئیس خطابیہ سے اس کے اعتقاد کی وجہ سے برائت کی اور اس پر لعنت کی اور اپنے اصحاب کو بھی مطلع کر دیا اگر شہرستانی نے جو الزامات ہشام بن زرارہ اور مومن طاق رضوان اللہ علیہم پر عائد کئے ہیں درست ہیں تو امام جعفر صادق نے ان سے بھی اسی طرح برائت کیوں نہ کی جس طرح اور لوگوں سے برائت کی۔

شہرستانی نے چونکہ اس حدیث نبوی کو جس میں مسلمانوں کے ۷۳ فرقے بیان کئے گئے ہیں پیش نظر رکھ کر فرقوں کو ذکر کرنا شروع کیا ہے اس لئے انھوں نے بعض فرقے اپنے دل سے بھی گڑھ کر اضافہ کر دئے ہیں تاکہ نصاب مذکور پورا ہو کر کتاب تمام ہو جائے اور اس میں کسی قسم کا نقص باقی نہ رہے چنانچہ اسی غرض کو مد نظر رکھ کر انھوں نے اپنی کتاب میں ہشامیہ و نعمانیہ کو بڑھا دیا ہے ورنہ خدا و رسول و مومنین سب جانتے ہیں کہ ان فرقوں کا نام و نشان تک نہیں، شیعوں میں انھوں نے جن فرقوں کا اضافہ کیا ہے اسمیں بھی یہی راز ہے۔ شہرستانی کی طرح دیگر حضرات اہلسنت نے

www.kitabmart.in

بھی اسی قسم کی جھوٹی نسبتیں دی ہیں اگر ہم ان سب کو ذکر کر کے
رد کریں تو کلام طولانی ہو جائے گا۔ شہرستانی کا یہ طرز عمل ذکر
کرنے سے یہ مقصود تھا کہ ناظرین فی الجملہ ان مصائب پر مطلع
ہو جائیں جو شیعوں پر سنیوں کے ہاتھوں نازل ہوئے۔

www.kitabmart.in

فرقہ شیعہ کے اسماء

اس فرقہ کے چند نام مشہور ہیں، اثنا عشریہ، امامیہ جعفریہ، جن کے الفاظ مختلف ہیں مراد ایک ہی ہے

اثنا عشریہ شیعوں کو اثنا عشری اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بارہ اماموں کے قائل اور ان کی امامت کو منصوص سمجھتے ہیں۔ ائمہ اثنا عشر علی الترتیب یہ ہیں، امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب، امام حسنؑ، امام حسینؑ، امام علی ابن الحسین زین العابدین، امام محمد باقر، امام محمد جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی، امام علیؑ نقی، امام حسن عسکری، امام مہدی صاحب الامر

امامیہ فرقہ شیعہ کو امامیہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خدا پر نصب امام واجب جانتے ہیں اور امامت اصول دین میں شمار کرتے ہیں۔ تاہم اگرچہ تمام ان فرقوں کو شامل ہیں جو نصب امام کو واجب خیال کرتے ہیں اگرچہ وہ اثنا عشری نہ بھی ہوں، لیکن فرقہ اثنا عشریہ کا خاص نام ہوگیا ہے اور اطلاق کے وقت اسی کا تبادر ہوتا ہے۔

جعفریہ شیعوں کو امام جعفر صادق کی طرف منسوب کرکے نام رکھا گیا ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ نہیں کہ وہ صرف آپ تک امامت کے قائل ہیں بلکہ جعفریہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حضرت کے زمانہ میں یہ مذہب اچھی طرح ظاہر اور ترقی پذیر ہوگیا تھا، کیونکہ سابق کے ائمہ کے زمانہ میں اس نے نہایت خوف و ہراس کے عالم میں زندگی بسر کی، امام جعفر صادق کے عہد مبارک

www.kitabmart.in

میں زمانہ نے اتنی مہلت دے دی کہ اس کے نظریات واعتقادات ظاہر کئے جاسکیں، آپ کے تلامذہ کثیر تعداد میں ہوے جس کی وجہ سے آپ کا علم مختلف بلاد اسلامیہ میں منتشر ہوا اور اس فرقہ نے اچھی خاصی شہرت حاصل کرلی اور اب تک یہ جعفریہ کے نام سے مشہور ہے

فرقہ اثنا عشریہ کو متاولہ بھی کہتے ہیں لیکن یہ لقب جدید ہے اور تقریباً ڈیڑھ صدی قبل حادث ہوا ہے یہ فرقہ صرف سوریا جبل عامل اور بعلبک میں اس نام سے مشہور ہے اور دیگر بلاد اسلامیہ میں مذکورہ سابق اسماء مشہور ہیں۔ لفظ متاولہ کی توجیہ کوئی معقول نہیں معلوم ہوتی صرف اتنا معلوم ہوسکا کہ انھوں نے لفظ (توالی اے اتخذوالی) سے خلاف قیاس مشتق کیا ہے اور از روئے قاعدہ تو یہ کہنا چاہیئے، یا شائد متاولہ لفظ توالی بمعنی تتابع سے مشتق ہو۔

تمام شد

(نوٹ)

رسالہ ہذا دو کاتب حضرات کا لکھا ہوا ہے ناظرین کو اس لئے اکثر خط میں تبدیلی محسوس ہوگی جس کیلئے ادارہ مجبور ہے۔ سکریٹری غفرانیہ دینی لکھنؤ
۲۲ ر اکتوبر ۱۹۹۳ء

www.kitabmart.in

فہرست مطبوعات غفرانیہ دینی مشن لکھنؤ رجسٹرڈ

۱۔ انیس الذاکرین :۔ بہترین مسودات جناب اشرف العلماء مولانا سید ابو الحسن صاحب مجتہد۔

۲۔ چودہ سہارے : مولفہ جناب سلطان العلماء مولانا سید قائم مہدی صاحب مجتہد و سینیئر امام شاہی مسجد آصفی و وکیل آیۃ اللہ العظمیٰ آغا گلپایگانی مدظلہ

۳۔ مسائل زکوٰۃ و خمس قرآن و حدیث کی روشنی میں :۔ مولفہ سرکار سلطان العلماء مولانا سید قائم مہدی صاحب قبلہ مجتہد العصر وکیل آیۃ اللہ العظمیٰ آغا گلپایگانی و صدر غفرانیہ دینی مشن لکھنؤ

۴۔ ہماری نمازیں : مرتبہ سرکار سلطان العلماء وکیل آیۃ اللہ گلپایگانی و صدر مشن و سینیئر امام شاہی مسجد آصفی لکھنؤ۔

۵۔ تبرکات کا تاریخی جائزہ : از علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن صاحب قبلہ کامون پوری مرحوم۔

۶۔ کربلا میں خواتین کے مجاہدات از جناب سید اختر حسین صاحب الہ آبادی جرنلسٹ

۷۔ تنویر غم جناب اشرف العلماء کے تاریخوار نوحوں کا مجموعہ

۸۔ تصویر عزا : از جناب سید حماد علی صاحب نقوی نصیر آبادی۔ ڈبل ایم اے بی ٹی

۹۔ میری غزلوں میں آثار کربلا۔ از جناب سید قاسم شبیر صاحب نقوی نصیر آبادی

www.kitabmart.in

۱۰- سکینہ بنت الحسینؑ : از جناب لسان الملۃ مرحوم

۱۱- بکاء واعظ : از جناب اشرف العلماء مرحوم

۱۲- ندائے فقیہ : از جناب سلطان العلماء مولانا سید قائم مہدی صاحب قبلہ مجتہد وکیل آیۃ اللہ گلپایگانی مدظلہ

۱۳- زائرین عتبات عالیات کے مراتب : از سرکار سلطان العلماء مدظلہ

۱۴ معجزات امیرالمومنین : از جناب محمد سرور صاحب زیدپوری

۱۵ عزاداری و تعزیہ داری باعث اجر و ثواب ہے۔ از مولانا عین الحید صاحب عقفی۔

۱۶ الشیعہ : مولفہ علامہ محمد صادق صدر کاظمینی۔

۱۷ مواعظ سلطانیہ : از سرکار سلطان العلماء مدظلہ العالی۔

نوٹ :-

۱ لغایت ۱۹ اب نہ مارکیٹ میں ہیں نہ ہمارے آفس میں

نئے مطبوعات میں:

۱۵ ایک روپیہ میں اور ۱۶ بارہ روپے میں۔

علاوہ محصول ڈاک ملیں گی جلدی کیجئے ورنہ تاخیر میں ان کتابوں کا دستیاب ہونا بھی مشکل ہو جائے گا۔ فقط:

منیجر غفرانیہ دینی مشن

لنگر خانہ حسین آباد لکھنؤ ۳

(یوپی)

غفرانیہ دینی مشن کی ستر[17]ھویں خدمت

الشیعہ

مؤلفہ

علامہ محقق سید محمد صادق صدر کاظمینی

مترجمہ

تاج الادبا مولانا سید محمد حسین نواب صاحب قبلہ صدر الافاضل

جنرل سکریٹری

آل انڈیا غفرانیہ دینی مشن رجسٹرڈ نے شائع کیا

عمران علی آباد

قیمت ۱۲ روپیہ علاوہ محصولڈاک R/ 12/=

www.kitabmart.in

تعارف

دورِ حاضر میں اسلام کے خلاف عموماً اور فرقۂ شیعہ کے خصوصاً
مخالفین کی جو زبردست کوششیں جاری ہیں اگر اُن کا جوانمردی سے مقابلہ
کرتے ہوئے دفاع کی پُرزور تدابیر نہ اختیار کیجائیں تو عوام کے راہ حق
سے بھٹک جانے کا اندیشہ ہے مخالفین کی یہ مساعی دنیا کے کسی خاص گوشہ
تک محدود نہیں بلکہ مثل ہندوستان بلادِ عربیہ میں بھی روزانہ شیعوں کے
عقائد پر ناروا حملے ہوتے رہتے ہیں نیز اقوام عالم کے دلوں میں اسکے
خلاف جذبات نفرت پیدا کرنے کے لیے مذہب شیعہ کی مسخ شدہ اور
بھیانک تصویریں پیش کی جایا کرتی ہیں چنانچہ دو سال قبل مصر میں پروفیسر رافعی
نے اپنی کتاب تحت رایۃ القرآن اور احمد امین پروفیسر مصر یونیورسٹی نے
فجر الاسلام تالیف کر کے شیعوں کو بُری طرح بدنام کرنا چاہا تھا ان کتابوں میں

www.kitabmart.in

شائع ہونے کے بعد عراق بھر کے شیعوں میں بےچینی پھیل گئی اور وہاں کے مختلف شہروں میں حمایت مذہب شیعہ اور مخالفین کے حملوں کی رد کا جوش پیدا ہوا فاضل سبیتی نے ایک کتاب تحت رآیۃ الحق جواباً لکھی جو طبع ہونے کے بعد ہی حکومت عراق کی طرف سے ضبط ہو کر سپرد آتش کر دی گئی اور اس کے منظر عام پر آنے کی نوبت نہ آسکی۔

ہمارے محترم دوست علامہ محقق سید محمد صادق صدر نے بھی فریضۂ مذہبیہ کا احساس کرتے ہوئے کتاب الشیعہ تالیف کی جس میں فرقۂ حقہ شیعہ کے زریں عقائد اور اس کی بیش بہا تعلیمات کا سنجیدہ عنوان سے ذکر کرتے ہوئے مخالفین کے اعتراضات کا عموماً اور مولف فجر الاسلام وغیرہ کے ہفوات کا خصوصاً نہایت محققانہ جواب دیتے ہوئے فرقۂ شیعہ کو اس کی اصلی شکل وصورت میں پیش کر کے ایک قابل شکریہ خدمت انجام دی اتفاق سے اس کتاب کے قانونِ حکومت کی زد سے محفوظ رہ کر شائع ہونیکی بھی نوبت آگئی، اُس زمانہ میں شیعیان عراق کا جوش مذہبی اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ ایک ماہ کے اندر اس کے ایکہزار نسخے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے اور در حقیقت یہ کتاب بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایسے ہی خیر مقدم کی مستحق تھی۔

میرے قیام نجف اشرف کے چند ماہ بعد علامہ موصوف نے کتاب الشیعہ مجھے عنایت فرما کر یہ خواہش فرمائی کہ میں اس کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے ان کے خیالات اہل ہند تک پہونچادوں میں نے اسوقت

www.kitabmart.in

رسمی اقرار کر کے یہ فیصلہ کیا کہ اگر میں مطالعہ کے بعد اسے اہل ہند کے لیے مفید اور دلچسپ پاؤں گا تو اس خدمت سے دریغ نہ کروں گا چنانچہ مطالعہ کے بعد میں نے کتاب مذکور کو مذاق ہند کے مطابق پایا، میں اگر یہ نہ کہوں کہ یہ کتاب اپنے صفحات میں بالکل جدید مطالب کو لیے ہوئے ہے تو یہ ضرور عرض کروں گا کہ شیعوں کے اہم عقائد و نظریات اور ان کے مذہب کے متعلق مفید معلومات کی حامل ہونے کے ساتھ اپنی نوعیت کے لحاظ سے جدید ہے میں اپنی فرصت کے ایام میں وقتاً فوقتاً اس کا ترجمہ کرتا رہا اور چند دن میں اس خدمت کو انجام تک پہونچا سکا۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب عبد الشکور، ثناء اللہ امرتسری اور ان کے متبعین کے بیجا الزامات کو دفع کرنے کا بہترین آلہ، اردو داں مطالعہ پسند حضرات کے لیے مفید ذخیرہ معلومات، طالبین حق کے لیے سرچشمہ ہدایت ثابت ہوگی کیونکہ اس میں اجمالی حیثیت سے جن مباحث کا ذکر کیا گیا ہے ان کو دیکھنے کے بعد منصف مطالعہ کنندہ مذہب شیعہ کی حقیّت اور اس کے مخالفین کی باطل پرستی کا اچھی طرح یقین پیدا کر سکتا ہے۔

آخر میں اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ کسی زبان سے دوسری زبان میں اس طرح ترجمہ کرنا کہ دونوں زبانوں کے جملہ خصوصیات ملحوظ رہیں اگر بہت دشوار نہ کہا جائے تو آسان بھی نہیں ہے، میں نے حتی الامکان عبارات کتاب کے جملہ خصائص کو مد نظر رکھتے ہوئے سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے اور فریضۂ ترجمہ سے ایک حد تک غافل نہیں

www.kitabmart.in

ہوا ہوں لیکن بعض ایسے مقامات ہیں جس کا بعینہ ترجمہ کرنے سے اردو عبارت بھونڈی معلوم ہوتی جائز تقدیم و تاخیر اور معمولی تصرفات وحذف مرادفات سے بھی کام لیا ہے۔

مجھے مسرت ہے اس توفیق حاصل ہونے پر کہ میری فرصت کا بعض حصہ خدمت دین میں صرف ہو سکا امید ہے کہ افراد قوم میری اس حقیر خدمت کو بنظر استحسان ملاحظہ فرمائیں گے۔

وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ کما ان عین السخط تبدی المساویا

حررہ الآثم

محسن نواب رضوی نزدیل نجف اشرف
شوال ۱۳۵۲ھ

نوٹ: اس عربی رسالہ کا ترجمہ جناب مولانا سید محسن نواب صاحب قبلہ نے نجف اشرف میں اپنے زمانہ طالب علمی میں ۱۳۵۲ھ میں کیا تھا جو عرصہ ہوا ایک مرتبہ شائع ہوا تھا اب اس کا دوسرا ایڈیشن ہم شائع کر رہے ہیں۔

جنرل سکریٹری غفرانیہ دینی مشن لکھنؤ

www.kitabmart.in

مقدمہ

الحمدللہ رب العالمین والصلواۃ علی خیر خلقہ محمد و آلہ الطیبین الطاھرین۔

تاریخ انسانی ترقی کا آئینہ ہے اور مورخ اس آئینہ کا مالک ہے۔ جو تمام اُن آثار و حوادث سے ہم کو مطلع کرتا ہے جس کی صورت کشی اس کی تاریخ کے صفحات نے کی ہے۔ مورخ جس طبقہ کی تاریخ سے بحث کرتا ہے اس کے مبلغ عقول کی بہترین تصویر اور اُن کے کیرکٹر کی نمایاں مثال پیش کر دیتا ہے۔ تاریخ ہی ایک ایسا بہترین آلہ ہے جو ہم سے مختلف امم و شعوب ملل و اقوام کی حالت بیان کر کے صدہا برس کے گذرے ہوئے واقعات کو دہراتا ہے۔ ہمکو کتب تاریخیہ کی ورق گردانی سے اقوام عالم کی ترقی

www.kitabmart.in

اور سیتی، ادبی، دینی، اور سیاسی، حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔
اگر مورخ امانت داری اور سچائی کے ساتھ اپنے قلم کو آلائش تعصبات سے پاک کر کے بلاکم و کاست واقعات تحریر کرے تو کوئی شئی تاریخ سے زیادہ مفید نہیں نظر آتی یہ امر قابل افسوس ہے کہ زمانہ ماضی میں مورخین کے اذہان و افکار پر چند ایسی قوتیں قابض تھیں جنھوں نے ان کو واقعات میں آمیزش کرنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ

(۱) دینی طرفداری (تعصب) نے حق کے چہرہ پر نقاب ڈال دی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مؤرخ کسی قضیہ کو اُس وقت تک ذکر نہیں کرتا جبتک کہ وہ اس کی رائے کے مطابق و موافق اور اس کے مذہب کا مؤید نہ ہو، وہ صحت اسناد پر نظر نہیں کرتا بلکہ اس کا مطمح نظر یہ ہوتا ہے کہ واقعہ اس کے میل طبعی کے موافق ہو، اگر حقائق واقعیہ میں اس کو اپنا مقصود نہیں ملتا تو قصوں کے گڑھنے اور احادیث کے وضع کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔

(۲) بنی امیہ اور بنی عباس نے جب یہ دیکھا کہ وہ خانوادہ رسالت (بنی ہاشم) کے مانند ایسے فضائل سے آراستہ نہیں ہیں جو ان کو انظار مردم میں وقیع بنا سکیں تو انھوں نے لالچی شاعروں اور زر پرست علماء کو زر و جواہر سے مالا مال کر کے اپنی مدح اور اپنے دوستوں اور رہبروں کے فضائل میں احادیث وضع کرنے پر آمادہ کیا تاکہ عوام الناس اس پر ایمان لے آئیں اور یہ اپنے دلوں کے ان فاسد اعتقادات

www.kitabmart.in

کو جنھیں اسلامی تعلیم ٹھکراتی ہے پوشیدہ کرسکیں۔

(۳) (تاریخ میں خلط و مزج کا) بڑا سبب وقائع و حوادث کو محفوظ کرنے کے لیے کسی کافی ذریعہ کا نہ ہونا تھا۔ آج کل کی طرح مطابع نہ تھے جو واقعات کو مقید کر لیا کریں۔ بلکہ زمان رسولؐ میں تدوین کا رواج ہی نہ تھا، اسی وجہ سے لوگ اپنے حافظوں پر اعتماد کرنے پر مجبور تھے اس طریقہ میں جو مصیبت و مشقت یا اشتباہ خلط و غلط ہو سکتا ہے وہ مخفی نہیں۔

مشاہدہ ہمارے قول پر شاہد ہے کہ چند اشخاص ایک واقعہ کو دیکھتے ہیں اس کے بعد ہر ایک اسے کسی ناواقف سے نقل کرتا ہے۔ تقریباً سب کا طریق نقل جداگانہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نقل در نقل ہو کر ہر ایک نقل بجائے خود ایک مستقل واقعہ ہو جاتی ہے جسے اصل سے زیادہ لگاؤ نہیں ہوتا۔

انھیں عوامل و موثرات نے رونق تاریخ کو مٹا کر اس کے افق کو گرد آلود کر دیا جس کی وجہ سے بحث کرنے والے کے لیے راہ تحقیق مسدود ہو گئی اور وہ صحیح و سقیم میں مشکل سے تمیز کر سکتا ہے میں اپنے کو مبالغہ کرتے ہوئے نہ خیال کروں گا اگر یہ کہوں کہ قدیم اسلامی تاریخ کو اگر ہم چھپائیں یا اسے نقد کی کسوٹی پر کسیں تو ہمارے پاس بہت کم مواد باقی رہ جائے گا۔

یہ دیکھنا اس مصیبت کو کم کر دیتا ہے کہ بعض بخبر منقد بحث

www.kitabmart.in

کرنے والوں کو توجہ ہوئی اور انھوں نے حدیث و تاریخ کے نقد کرنے کا بار اپنے کاندھوں پر لے لیا۔ اور ہمارے لیے بحث و تنقید کی راہیں کھول کر ایسے قواعد کی تاسیس کر گئے جن کے ذریعہ سے ہم صحیح و سقیم، قوی و ضعیف میں بآسانی تمیز کر سکتے ہیں۔

یہ تاریخ کی حالت زمانہ گذشتہ کی ہے لیکن فی زماننا کوئی سبب ایسا نظر نہیں آتا جو اس قسم کی فروگذاشتوں کا باعث کہا جا سکے مطابع بکثرت ہیں حقائق کبھی پردۂ خفا میں نہیں، جس طرح انسان تاریکی اور ظلم و جور کے زمانہ سے نکل کر روشن خیالی کے عصر تک پہونچا ہے اسی طرح وہ آزادی کی بو بھی سونگھ رہا ہے۔ اس کی فکر و رائے کو حریت نصیب ہو گئی، اب وہ ان حالات کو ظاہر کر سکتا ہے جو اس کے ضمیر کے مطابق ہوں اور حسب منشاء بغیر کسی جابر کی روک ٹوک کے مطابق واقع حوادث کے لکھنے کے لیے اپنے قلم کو آزادی سے گردش دینے پر قادر ہے، مگر اس کے برعکس تم دور حاضر کو ماضی سے بہت مشابہ پاؤ گے تم آج کل کے مؤلفین و کاتبین کو دیکھو گے کہ یہ بھی اسی طریقہ کے سالک ہیں جو ان سے صدہا برس قبل کے مصنفین کا مسلک تھا، ان کے افکار بھی اسلاف کے خیالات سے ملتے جلتے نظر آئیں گے گویا گذشتہ مؤلفین کی روحوں نے ان کے جسم میں حلول کر کے ان کی فکروں کو بھی جمود کی زنجیروں

www.kitabmart.in

سے جکڑ دیا مع ذالک یہ اپنے کو قید و بند سے آزاد شمار کرتے ہیں۔ بلکہ تمہیں تعجب ہوگا جب یہ سنو گے کہ آج کل کے مولف اپنے اسلاف سے بھی بڑھ گئے کیونکہ وہ آئے دن ایسے رکیک نظریات پیش کرتے نظر آتے ہیں جو اُس عصر ظلمانی کے متعصب ترین افراد کے ذہن میں نہ آئے تھے۔

یہ اپنے زہریلے نظریات و نتائج افکار کو علم و فلسفہ کے رنگ میں رنگ کر اس طرح شائع کرتے ہیں کہ وہ ایسے تاریخی حقائق ہیں جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں جسے لکھنے والے نے ہر قسم کی جانبداری سے علٰحدہ ہو کر تحریر کیا ہے اور گویا یہ زہریلے قضایا ایسے مسلمات ہیں جس پر تمام اہل حل و عقد متفق، اور جس کے سامنے زمانہ بھر کے عقلا سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔

رافعی اپنی کتاب (تحت رایۃ القرآن) میں شیعوں کو کافر کہتا ہے اور طٰہٰ حسین بھی اسی کے ڈھرے پر چلتا ہوا نظر آتا ہے۔ احمد امین (لکچرار مصر یونیورسٹی) کو بھی اسی طریق پر گامزن پاؤ گے۔ لیکن آخر الذکر کا اسلوب اُن لوگوں سے فی الجملہ جداگانہ ہے چنانچہ وہ مذہب شیعہ کے متعلق اپنے نظریات فلسفۂ جدید کے نام سے پیش کرتا ہے اس نے اپنی کتاب فجر الاسلام، میں شیعوں کے خلاف ان الفاظ میں زہر اگلا ہے۔

"والحق ان التشیع کان عادی یلجاء الیہ کل من اراد ھدم

www.kitabmart.in

الاسلام لعداوة او حقد ومن کان یرید اد خال تعالیم ابائه من یهودیة و نصرانیة و زرادشتیة و هندیة ومن کان یرید استقلال بلاده والخروج علی مملکته فالیهودیة والنصرانیة ظهرت بالتشیع بالقول فی الرجعة وقال ان النار محرم علی شیعی الا قلیلاً کما قال الیهود لن تمسنا النار الا ایاما معدودات والنصرانیة ظهرت فی التشیع فی قول بعضهم ان نسبة الامام الی الله کنسبة المسیح الیه و قالوا ان اللاهوت اتحد بالناسوت فی الامام وان النبوة والامامة لا تنقطع ابداً فمن اتصل به اللاهوت فهو نبی وتحت التشیع ظهر القول بتناسخ الارواح وتجسیم الله والحلول ونحو ذالک من الاقوال التی کانت معروفة عند البراهمة والفلاسفة والمجوس قبل الاسلام۔

یعنی حق یہ ہے کہ تشیع ہر اُس شخص کے لیے ملجاو ماویٰ تھا جو یا کسی عداوت وکینہ کی بنار پر اسلام کو ڈھانا چاہتا تھا۔ یا جس کا مقصد اپنے آبار واجداد کی یہودی، نصرانی، زردشتی یا ہندی تعلیمات کو اسلام میں داخل کرنا ہوتا تھا یا جس نے اپنا مطمح نظر اپنے بلاد کا استقلال اور مملکت اسلام پر خروج قرار دیا ہو۔ چنانچہ مسئلہ رجعت میں یہودیت تشیع کے پردہ میں ظاہر ہوئی، نیز شیعہ کہتے ہیں کہ علاوہ چند تھوڑے دنوں کے جہنم شیعوں پر حرام ہے۔ اسی طرح یہودیوں کا قول ہے لن تمسنا النار الا ایاما معدوداتے ڈ ہ

www.kitabmart.in

نصرانیت تشیع میں یوں ظاہر ہوئی کہ بعض شیعہ قائل ہیں کہ اما
کی نسبت خدا سے وہی ہے جو مسیح بن مریم کی، اور کہتے ہیں
کہ امام میں لاہوت و ناسوت دونوں متحد ہو گئے اور یہ کہ نبوت
و رسالت کبھی منقطع نہ ہوگی، چنانچہ جس کے ساتھ لاہوت متحد
ہو جائے وہ نبی ہے نیز مذہب شیعہ میں تناسخ ارواح (آواگون)
تجسیم خدا اور حلول کا قول بھی موجود ہے اس کے علاوہ اور
بہت ایسے اقوال ہیں جو قبل اسلام برہمنوں، فلسفیوں اور مجوسیوں
میں معروف تھے۔

اگر ہم احمد آمین اور اس کے ہم خیال افراد کو اس قسم کے فاسد
مقولے اور بے بنیاد الزامات کی نشر و اشاعت کرتے دیکھیں تو کوئی
تعجب کی بات نہیں جبکہ ان کے اسلاف انھیں ایسی راہ بتلا گئے
ہیں جس کی تاسیس محض مذہب شیعہ اور اس کے معتقدات کو فنا
کرنے کے لیے کی گئی تھی لیکن "خدا اپنے نور کو تمام ہی کر کے چھوڑتا
ہے مشرکین کو جتنا بھی ناگوار گذرے"۔

ان کے اکابر علماء میں سے شیخ نوح حنفی اپنی کتاب
"الفتاوی الحامدیہ" کے باب الردّ و التعزیر میں فرقۂ حقہ کی
بابت یوں گہرافشانی فرماتے ہیں۔

" اعلم اسعدک اللّٰہ انّ ھولاء (ای الشیعہ) الکفرۃ والبغاۃ
الفجرۃ جمعوا بین اصناف الکفر والبغی والعناد و انواع الزندقۃ

www.kitabmart.in

لی کالحادهم توقف فی کفرهم والحادهم ووجوب قتالهم وجواز قتلهم فهو کافر مثلهم الخ۔

یعنی تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ کافروں، باغیوں، فاجروں (یعنی شیعوں) کا گروہ اصناف کفر و بغی و عناد اور انواع زندقہ والحاد کا جامع ہے، جو ان کو کافر و ملحد کہنے، ان سے قتال کو واجب اور ان کے قتل کو جائز جاننے میں توقف کرے وہ بھی انھیں کی طرح کافر ہے۔

اس نجس فتوے کے جاری ہونے کا یہ اثر ہوا کہ حلب میں شیعوں کا مال و اسباب لوٹ کر ان کی عورتوں کو اسیر کر لیا گیا اور ان کے اسّی ہزار نفوس بے گناہ تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے ان لوگوں کا جرم اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ اہلبیت طاہرین صلواۃ اللہ و سلامہ علیہم کو دوست رکھتے تھے جن کی مودّت کو خدائے بزرگ و برتر نے اپنے کلام عزیز میں واجب کیا ہے۔ یہ اُن مصائب و آلام کا ایک ادنیٰ حصہ تھا جو فرقۂ شیعہ نے ناصبیوں کے ہاتھوں جھیلے اور یہ کلمات جو میں نے پیش کیئے ہیں اُن ھفوات و ہذیانات کا عشر عشیر بھی نہ تھے جو اس گروہ نے مذہب شیعہ کے بارے میں بکے ہیں، قوم شیعہ ان امور سے غافل نہ تھی بلکہ وہ زمانہ اور مہلت کی تلاش میں تھی اس نے بعض اوقات متقدمین کے سخت سے سخت کلمات کو برداشت کر لیا۔

www.kitabmart.in

اور تقیہ کی سپر لے کر اپنے کو قتل و غارت ہونے سے بہت کچھ بچا لیا اُسے سکوت کر کے اُس زمانہ کے جابر و ظالم حکومت کے تشدد و تعدی سے نجات حاصل کرنا تھی۔

ہمیں یہ خیال نہ تھا کہ چودھویں صدی اور عصر نو میں بھی ایسی ہستیاں موجود ہیں جو صدہا برس کے روندے ہوئے خیالات زندہ کریں گی۔

مجھے بہت زیادہ فکر تھی کہ مذہب شیعہ کے متعلق کوئی ایسی کتاب لکھوں جس میں ذی شعور جماعت کو اس کی بلند منزلت اور اُس کے عقائد اور تمام اُن امور سے جو اس کی دینی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں آگاہ کر دوں اور اس بارہ میں ایسا طریقہ اختیار کروں کہ ناظر بصیر بہت آسانی سے مذہب شیعہ کی حقیقت اور اُس کے معتقدات کی صحت کو جان لے، میں جب کبھی ایسی باتوں کو جو مذہب شیعہ کی منزلت کے مناسب نہ تھیں پڑھتا یا سنتا یا ایسی جھوٹی نسبتیں اس کی طرف دیکھتا تھا جو اُس کی حسن شہرت کو مشتبہ کرنے کا باعث تھیں تو یہ فکر روز بروز بڑھتی جاتی تھی، چنانچہ میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ میں اس بوجھ کو اٹھاؤں چاہے مجھے کتنے ہی تعب و مشقت کا متحمل ہونا پڑے یہاں تک کہ بحمد اللہ اب یہ کتاب شیعوں کی رائے اور معتقدات کی سچی تصویر تیار ہو گئی۔

میں نے اس کتاب میں اسی طرح بحث کی ہے جو ایک دیانتدار

www.kitabmart.in

بحث کنندہ کی شان ہونا چاہیے اور بحمد اللہ میں ایک ناخن بھر بھی حق کی سیدھی راہ سے نہیں ہٹا ہوں میں نے اپنے کاندھے پر یہ بوجھ کتب شیعہ کی بلا استعانت اٹھایا ہے تاکہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ فرقۂ شیعہ حقیت کے اس قدر بلند درجہ تک پہونچ گیا ہے کہ وہ اپنے دشمن کی معتبر کتابوں سے اپنی صحت پر ہزاروں شواہد پیش کر سکتا ہے اور حق یہ ہے کہ یہ فضیلت فرقۂ شیعہ کے اُن بہترین ممیزات میں سے ہے جنھیں نہایت اکبار و اعجاب کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے۔

میں اس کتاب کو ایسی حالت میں تالیف کر رہا ہوں کہ ہر قسم کی دینی و عنصری جانب داری سے خالی ہوں لیکن کتاب کا مطالعہ کرنے والا مجھے بے شک ایک شیعی عربی پائے گا اور اسے کتاب کی ہر فصل میں روح شیعیت اپنے روشن ترین مظاہرات کے ساتھ جلوہ گر نظر آئے گی۔

اگر بحث کرنے والے کو میری کتاب کے مباحث میں ایسے امور نظر آئیں جو میری رائے کے معاضد اور میرے مذہب کے مؤید ہوں تو وہ ہرگز ہرگز میل طبع یا تعصب کا نتیجہ نہ ہوں گے میں ان دونوں کو بہت دشمن رکھتا ہوں بلکہ وہ تصویر حق ہو گی جو میرے لیے ظاہر ہوئی اور میں نے اس کا اتباع کیا والحق احق ان یتبع

یہ بھی مخفی نہ رہنا چاہیے کہ میری کتاب میں بعض ایسے حقائق ہیں جنکی اکثر طبائع متحمل نہ ہو سکیں گی لیکن مجھے احمد امین اور ان کے امثال نے ایسا

www.kitabmart.in

ظاہر کرنے پر مجبور کیا مطالعہ کرنے والا اُن کے عبارات پڑھنے کے بعد مجھے معذور سمجھے گا۔ نیز پوری صراحت کے ساتھ ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اگر احمد امین یا اس کے ہم خیال افراد کی رفتار نہ بدلی اور وہ اپنی سابق روش پر باقی رہے تو ہم بھی بجائے مدافعت کے محاربہ پر آمادہ ہو جائیں گے اور بہت سے پوشیدہ حقائق کو بے نقاب کر دیں گے۔ ولقد اعذر من انذر والسلام علی من اتبع الھدیٰ وخشی عواقب الردیٰ۔

(نجف اشرف عراق) (مؤلف)

www.kitabmart.in

مسلمانوں کا اختلاف

اختلاف و افتراق عربوں کی سرشت میں داخل ہے، اجداد و آبا کو ورثہ میں دے گئے، باپ بیٹوں کے لیے چھوڑ گئے، ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ اس کا وارث ہوتا چلا آیا، اور ایک قبیلہ کے بعد دوسرا قبیلہ بیک سلسلہ اختلاف کو حاصل کرتا رہا۔

قبل اسلام اختلاف ہی جزیرہ نمائے عرب میں سرداری کر رہا تھا، میدانوں اور گھاٹیوں میں ڈیرے ڈالے تھا، سہل و جبل پر اپنے پروں کا سایہ کر رہا تھا، عرب کے ہر ہر گھر میں داخل ہو کر امت عربیہ کے دلوں میں نشو و نما پاتا رہا ایک جگہ منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ غار حراء سے نور الٰہی ساطع ہوا جو تمام اطراف و اکناف میں پھیل گیا کورانہ تاریکی اور ظلمت جہل پراگندہ ہوئی حق واضح اور باطل پسپا ہوا، ان قبائل میں

www.kitabmart.in

جو اختلاف و عدوان کے خوگر تھے عدل و انصاف کا پرچم بلند ہو گیا روح مساوات کا نشو و نما ہوا سب کے سب امن اور سلامتی کے پھریرے کے نیچے جمع ہو گئے حقیقت امر یہ ہے کہ امت اسلامیہ اپنے مرشد اعظم کے فضل و کمالات کی بدولت زندگی کے ایسے دور میں داخل ہو گئی جو آپ حضرتؐ کے قبل کبھی نصیب نہ ہوا تھا اور ایسے بلند مقام پر متمکن ہوئی جس پر تمام قومیں حسد کرتی تھیں۔ اتفاق و اتحاد کے ایسے آخری درجہ تک پہونچ گئی جو دیکھنے والے کی نگاہوں کو تھکا دے اور واصف کی زبان کو گونگ کر دے۔

مرشد اعظمؐ کی وفات کے بعد مسلمانوں کی حالت

نبی کریم کا انتقال ہوتے ہی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا روح اتحاد میں کمزوری آگئی۔ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکنا شروع ہوئی۔ اختلاف آراء و افتراق خواہشات کا دور دورہ ہو گیا، مطامع نفسانیہ کا ظہور ہوا، دلوں کے پوشیدہ بھید کھل گئے (وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابكم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا وسیجزی الله الشاکرین)

مسلمانوں نے نبی کریم کا سایہ سر سے اُٹھنے کے بعد وقت اور موقعہ کی نزاکت کا احساس کیا اور یہ سمجھے کہ ہم کو ایک ایسے شخص کی سخت ضرورت ہے جو امور مسلمین کی نگہداشت کرے اور خلافت رسولؐ کے بار کا متحمل ہو کر ان سے احکام